REGD No P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۵ رمئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کل دس بجے صبح لاہور سے بخیریت ربوہ واپس تشریف لے آئے کل سفر کی وجہ سے کچھ تھکاوٹ بھی رہی۔ ویسے عام طبیعت اچھی رہی رات نیند آگئی۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے الحمدللہ

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرماتے۔ آمین۔

ربوہ ۲۵ رمئی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج صبح کی رپورٹ مظہر ہے کہ ضعف بہت ہے ویسے عام طبیعت پہلے کی نسبت بہتر ہے۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ حضرت ممدوح کو اپنے فضل سے شفائے کامل و عاجل عطا فرماتے۔ آمین۔

قادیان ۲۸ رمئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

متحدہ ہندوستان میں مسیح کی ہجرت اور اس کا دفاع

از محترم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن۔ بمبئی

دو ہزار سال پہلے یروشلم کے افق پر نبوت کا ایک نور چمکا تھا۔ وہ ان خدائی انوار میں سے تھا جس سے مادی کرنوں کی بجائے انسان کا دل منور ہوتا ہے۔ آج اس نور کو یسوع مسیح۔ ابن مریم اور حضرت عیسیٰ کہتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ وہ بڑا حسین یا خوش انسان تھا۔ ان کے چہرے کا رنگ سرخی مائل تھا۔ بال گھنگریالے تھے۔ اور بازو نہایت مضبوط و خوبصورت۔ ان کے ایک ہمعصر "پبلیس لنٹیولس" (جو یہودیا کا گورنر رہ چکا تھا) نے ایک خط میں لکھا ہے کہ اس جیسا حسین انسان اس علاقے میں نہیں دیکھا گیا۔ وہ کم سخن تھا مگر جب وعظ کہتا تو لوگوں کو حسنِ بیان سے مسحور کر لیتا۔

اس مقدس انسان نے اپنے مکتب میں سب سے پہلے ان بارہ آدمیوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جو یروشلم کی بستیوں میں بیٹھے اور پسماندہ سمجھے جاتے تھے۔ انہیں خوشخبری دی کہ تم دُنیا کا نور ہو۔ اور زمین کی نمک۔ کل تم ابھی کیا تھے۔ اب اس مکتب کے فیض سے آدم گیر بن گئے۔

اُس پاک سیرت انسان کے تذکرے میں آتا ہے کہ اس نے یہودیوں کے خلاف ایک اصلاحی تحریک چلائی۔ ان کے علماء و صوفیاء اور خانقاہ نشینوں کے خلاف آواز بلند کی۔ وہ قربانگاہ اور ہیکل کی بھی دنیوی تنظیم نہ کرنا جیسی بڑی کہا کرتے تھے۔ مگر وہ تورات کے احکام کا نفاذ چاہتا تھا اور آسمانی بادشاہت کا قیام۔

وہ ہمیشہ اخوت اور محبت کی تعلیم دیتا۔ اور سننے والوں کو اخلاق کی چھوٹی بڑی باتیں بتایا کرتا۔ وہ بہت جلد یروشلم اور اس کے آس پاس ایک معلم اخلاق کے طور پر مشہور ہو گیا۔

یہودیوں سے اختلاف یہودی علماء ان سے ناراض رہتے تھے۔ انہوں نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے بارہ غریب و حقیر آدمیوں کا انتخاب کیا۔ مگر خانقاہ نشین یہودیوں کو کبھی قابلِ التفات نہیں سمجھا۔ اکثر وہ انہیں سخت الفاظ جیسے ریاکار۔ زناکار اور سانپ کے بچے کہہ کر مخاطب کرتا۔ وہ خود اور اس کی قوم حضرت داؤد کی نسل سے تھی۔ اس لئے وہ کبھی کبھی انہیں "داؤد کی بادشاہت" کی یاد بھی دلاتا۔

ابھی تک یہ بات اچھی طرح معلوم نہیں ہو سکی کہ اس نے "دبستانِ فطرت" اور "درسگاہِ قدرت" کے علاوہ اور کہیں بھی تعلیم پائی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب وہ پندرہ برس کا تھا۔ تو ایک قافلے کے ساتھ ہندوستان آیا۔ اور اس زمانے کے بعض مشہور بودھی پاٹھ شالوں سے تعلیم بھی حاصل کی مگر یہ بات ابھی محلِ نظر ہے۔ پھر بھی یہ مسلم ہے کہ وہ ایک بلند پایہ معلم۔ عالی رتبہ مصلح اور فصیح اللسان واعظ تھا۔ ان کے واعظ و نصیحت سے یروشلم کی یہودی سوسائٹی میں ایک عظیم انقلاب آگیا۔ اور گھر گھر ان کے ماننے والے پیدا ہو گئے۔ اس لئے اس نے ایک مرتبہ کہا کہ میں باپ کو بیٹے سے اور بھائی کو بہن سے جُدا کرنے آیا ہوں۔

وہ بنی اسرائیل کا نجات دہندہ تھا۔ روحانی تعلقات اور مذہبی اقدار پر ایمان رکھتا تھا۔ اس سے جب ایک مجلس میں ان کو یہ خبر دی گئی کہ آپ کی ماں اور بھائی آتے ہوتے ہیں۔ تو اس نے صاف کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میری ماں کون ہے اور میرا بھائی کون؟ اس نے اپنے شاگردوں کو بھائی قرار دیا۔

وہ اسرائیلی شہزادہ جسے اب اس کے شاگرد اس کا نام و تعرف دیکھ کر "استاد" کہتے تھے۔ ہزاروں آدمیوں کے دلوں میں جاگزیں ہو گیا۔ یروشلم کے بچے اور جوان اس پر اپنی جانیں چھڑکنے لگیں۔

واقعہ صلیب یہودی دور و نزدیک سے اُس کی یہ قبولیت دیکھ رہے تھے۔ اپنے مستقبل کی طرف سے ڈر گئے۔ اور ان کے خلاف [illegible] کی۔ وہ پیلاطوس کی عدالت پر [illegible] دوران کے خلاف بغاوت اور عوام کو گمراہ کرنے کا الزام لگایا۔ حکومت جس کو اکثریت کی خوشنودی کا زیادہ خیال رہتا ہے۔ یہودیوں کی سازش میں آگئی۔ اور نیکی کا فاقد کا وہ شہزادہ صلیبی موت کا مستحق ٹھہرایا گیا۔

جن دنوں یہودی اس سازش میں مصروف تھے۔ یسوع مسیح پر کتنی مرتبہ خدا قادر یگانہ ظاہر ہوا۔ اور سرگوشی کے رنگ میں اس مظلوم انسان سے کہا۔

دلگیر مت ہو۔ تو صلیب کی موت سے بچایا جائے گا۔ تو یونس کی طرح موت کے منہ سے نکلے گا۔ اب تیرا امرِ نبوت بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں میں مقبول ہوگا واقعہ صلیب کے بعد تو اپنے ان قبیلوں کی طرف جلد جا

اس واقعہ کے تصور سے آج بھی دل غمناک آنکھیں اشکبار اور طبیعت مضمحل ہو جاتی ہے کہ بنی اسرائیل کا وہ مربی جو اپنی قوم اور رومی حکومت کے ملے جُلے نرغہ کا دستِ بستہ تھا۔ آج اپنی صلیب اٹھائے "گلگتھا" پہاڑی کی طرف جا رہا ہے۔ جہاں اس کو صلیب دی جائے گی قوم کے ناہنجار روگ تمسخر و استہزاء کر رہے ہیں۔ وہ صلیب پر چڑھایا جاتا ہے۔ اور تکلیف و درد کی تاب نہ لا کر "ایلی ایلی لما سبقتنی" کہتا ہوا خاموش ہو جاتا ہے۔ فضا سے بگولے اُٹھتے ہیں۔ زمین چیختی اور کراہتی ہے۔ آسمان نشین ہو کر انگارہ بن جاتا ہے مگر قابیل کی اولاد اپنے ظلم پر مسرور نظر آ رہی ہے۔

اس ہولناک واقعہ کے بعد یسوع مسیح کے ماننے والے خوف۔ پریشانی اور سکتے کے عالم میں مبتلا ہو گئے۔ مگر جو سمجھ دار و دانشمند تھے۔ انہوں نے اس عالم میں بھی اس کو لعنتی کی موت سے بچانے کی کوشش کی۔ وہ پیلاطوس سے اس کا جسم اطہر مانگ لائے۔ یوسف و نقاد یس اور بعض دوسرے باخبر حواریوں نے اس کا علاج کیا۔ اور وہ بہت صحت یاب ہو گئے۔ (باقی صفحہ [illegible])

مکرم صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

قادیان میں یوم خلافت کا پُروقار جلسہ

رپورٹ مرسلہ محترم بھائی اللہ دین صاحب سیکرٹری تبلیغ لوکل انجمن احمدیہ قادیان

قادیان ۲۷ مئی - یوم خلافت کا جلسہ زیر انتظام لوکل انجمن احمدیہ قادیان مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز زیر صدارت حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل امیر مقامی ٹھیک آٹھ بجے تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔ جو عزیز عبدالکریم صاحب ملکانہ نے کی۔ اسکے بعد صدر صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا میں دو قسم کے نظام جسمانی اور روحانی پائے جاتے ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے جسم کی نشو و نما اور تربیت کے لئے انسان کو مختلف قسم کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ اسی طرح اس کی روح کیلئے انبیاء اور ماموروں کا سلسلہ جاری فرمایا ہے اور چونکہ انبیاء کی زندگی بشری لحاظ سے محدود ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے خلافت کا سلسلہ جاری فرمایا ہے۔

ضرورت اور اہمیت خلافت

پہلے نمبر پر مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل بقاپوری نے ضرورت اور اہمیت خلافت کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے آیت استخلاف کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا کہ جب دنیا میں ضلالت۔ فساد اور گمراہی کا دور دورہ ہوتا ہے۔ ظہر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ ساری عالم پر محیط ہوتا ہے۔ اس وقت خدائی رحمت جوش میں آتی ہے اور اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ کے ماتحت اپنی قدرت ایک جو قابل کو منتخب کرکے نبوت کے مقام پر سرفراز فرماتا ہے۔ مگر چونکہ انبیاء کی زندگی محدود ہوتی ہے۔ اس لئے انکے لگائے ہوئے پودے کی آبیاری یعنی ان کے ذریعہ قائم شدہ جماعت کی نگہداشت کا کام ان کے خلفاء کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ جن کا وجود جماعتی اخوت کی برقراری اور نظام کے قیام کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ جس کی بنیاد نبی وقت کے ہاتھوں رکھی گئی۔ انبیاء کی بعثت کے ذریعہ منتشر اور غیر منظم دلوں کو وحدت ملی۔ اتحاد اور یکجہتی کا سبق پڑھایا۔ اور اس پر عمل لانا سکھایا جاتا ہے۔ جس کی تکمیل خلفاء کے ذریعہ وقوع پذیر ہوتی ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے فاضل مقرر نے بیان کیا کہ انبیاء کی وفات کے بعد جب دبی ہوئی مخالفت پھر جوش میں آتی ہے۔ اس وقت یہ خلفاء کا وجود ہی ہوتا ہے جن کے ذریعہ تمکین دین ہوتی اور جماعتی خوف کو امن سے بدل جاتا ہے۔ اور ان کا سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور انکار کرنے والے کو فاسق قرار پاتے ہیں۔

خلافت احمدیہ کا قیام اور اس کا پس منظر

دوسرے نمبر پر مکرم مولوی محمد یوسف صاحب فاضل نے خلافت احمدیہ کے قیام اور اس کا پس منظر کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے اس امر کو قرآنی دلائل اور احادیث نبوی کے شواہد سے واضح کیا کہ جماعتی ترقی کے لئے ایک نظام۔ ایک بیت المال اور ایک واجب الاطاعت امام کا ہونا ضروری ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے مکرم مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ پیغام صلح اور الوصیت کے مختلف حوالوں سے خلافت احمدیہ کو واضح کیا۔ اور آخر میں حضور علیہ السلام کے وصال کے وقت خواجہ کمال الدین صاحب اور اُن کے ہمخیالوں کے اعلانات دربارہ خلافت احمدیہ کو تفصیل سے بیان کیا۔

اس کے بعد مکرم حافظ عبدالرحمن صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

برکات خلافت اولیٰ

بعدازاں مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد نے برکات خلافت اولیٰ کے موضوع پر تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی کی بعثت ظہر الفساد فی البر والبحر کا دور دورہ ہوتا ہے۔ مگر خلافت کا قیام اس وقت ہوتا ہے جب جماعت کی اکثریت ایمان اور اعمال صالحہ پر عمل پیرا ہوتی ہے برکات خلافت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بیان کیا کہ خلافت کے قیام سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی مندرجہ رسالہ الوصیت پوری ہوئی۔ خلافت اولیٰ کی مخالفت کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقاریر کے ذریعہ مسئلہ خلافت کی پوری وضاحت جماعت کے سامنے آگئی۔ آخر میں برکات خلافت کے ذکر کے ضمن میں احمدیہ پریس کی تاسیس۔ پبلک عمارتوں اور درس القرآن کا تفصیل سے ذکر کیا۔

برکات خلافت ثانیہ

اس کے بعد مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر نے برکات خلافت ثانیہ کے موضوع پر تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ خلافت راشدہ کے زمانہ میں مسلمانوں نے قرونِ اولیٰ میں قومی۔ ملی اور سیاسی لحاظ سے ترقی کی یہی وجہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں ڈاکٹر اقبال اور دوسرے لیڈروں نے قیام خلافت پر زور دیا مگر اللہ تعالیٰ نے احمدیت کے ذریعہ خلافت قائم کر چکا تھا۔ اور حقیقتِ محمدیہ حقیقتِ احمدیت کے رنگ میں دنیا میں ظہور پذیر ہو رہی تھی۔ خلافت ثانیہ کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے مقرر نے تمام دنیا میں تبلیغی مشنوں کے کھولے جانے۔ صدر انجمن احمدیہ کی تنظیم۔ سکولوں اور مساجد کے قیام۔ قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم۔ اسلامی لٹریچر کی وسیع اشاعت کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اور اسی ضمن میں مجلس احرار کی مخالفانہ کوششوں اور اس کے مقابلہ میں تحریک جدید کے اجراء کا وضاحت سے ذکر فرمایا۔ اور آخر میں جماعتی ترقی اور اس کی اطاعت حکومت کے جذبہ کے متعلق بھارت سرکار کے اعتراف کا تفصیل سے ذکر کیا۔

اس کے بعد مکرم ماسٹری محمد حسین صاحب نے خلافت کے متعلق ایک نظم پڑھی بعدہٗ عزیز اشرف علی صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان نے

خلیفہ خدا ہی بناتا ہے

کے موضوع پر تقریر کی۔ جس میں آپ نے بیان کیا کہ قرآن مجید میں جہاں بھی خلیفہ بنانے کا ذکر آتا ہے۔ وہاں اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف ہی منسوب فرمایا ہے۔ اس کی تائید میں مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مختلف اقتباسات سنائے۔

آخر میں صاحب صدر نے جماعت کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے، خلفاء کے ارشادات پر عمل کرنے کے لئے پرزور الفاظ میں تلقین فرمائی۔ اور دعا کے بعد یہ مبارک تقریب سوا دس بجے کے قریب اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مرتبہ خاکسار :-

بشیر احمد ناصر بی۔ اے گیانی قادیان

تھا فیصلہ خلیفے کا اب انتخاب ہو!

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

حضرت قاضی صاحب نے یہ نظم قادیان میں منعقدہ جلسہ یوم خلافت کے موقعہ پر پڑھے جانے کے لئے ارسال فرمائی تھی۔ چنانچہ اس کے مطابق ۲۷ مئی کو مسجد اقصیٰ میں عزیز عبدالکریم ملکانہ متعلم مدرسہ احمدیہ نے اسے خوش الحانی سے پڑھا۔ واضح ہو کہ اس نظم میں ایک شعری صنعت استعمال ہوئی ہے کہ نام سب خاندان کے آئے ہیں مگر مراد وہ شخص نہیں بلکہ اُن سے لغوی معانی لئے گئے ہیں ——— (ادارہ)

جب ہو گیا وصال مسیح محمدی — تھا فیصلہ خلیفے کا اب انتخاب ہو

تحریک یہ دلوں سے اٹھی متفق گروہ — چہرے پہ جس کے نور یعد آفتاب ہو

اے نورِ دیں خلافتِ احمد کے باب ہو — قدرت خدا کی، ہادی راہِ صواب ہو

ہر کس ہو نور دین تو نورانی ہو جہاں — دنیا بمثال خلد بریں مستطاب ہو

طاہر ہے حنیف ہونا مگر رفیق حق — انور، مبارک اور منور خطاب ہو

اطہر ہے پھر رفیع ہو دار النعیم میں — جب روح ہو نسیم ابحق باریاب ہو

دل ہو منیر سے کے کلید ظفر بڑھے — تو واقعی مظفر و منصور غالب ہو

داؤدی نسل بڑھتی چلی جائے حشر تک — تجھ کو یقیں کیا اسی سے انتساب ہو

پھر آگیا وہ وقت کہ اور انتخاب ہو — جو حسب پیشگوئی خلافت مآب ہو

ہونا ہے جس کو حسن میں احسان میں نظیر — احمد نبی کی خاص دعا کا جواب ہو

محمود اس کا نام ہو محمود ہی مقام — اور آسمان پہ نقطۂ نفسی خطاب ہو

آخر وہی ہو مصلح موعود کا ظہور — اک آفتاب جس کی دلیل آفتاب ہو

اکمل ہوا ایک ذرّہ ناچیز ربوہ میں

اس پر نگاہ مہر معلیٰ جناب ہو

معارف القرآن

تمام ترقی کی بنیاد ہی مقابلہ اقوام و افراد ہے

اس لئے

مومنوں کا مطمح نظر یہ ہونا چاہیئے کہ وہ نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں

آیہ کریمہ فاستبقوا الخیرات کی لطیف تفسیر

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

(سورۃ البقرہ آیت ۱۴۹)

ہر ایک شخص کا ایک نہ ایک مطمح نظر ہوتا ہے جسے وہ اپنے آپ پر مسلط کر لیتا ہے۔ سو تمہارا مطمح نظر یہ ہو کہ تم نیکیوں کے حصول میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر شخص کا

کوئی نہ کوئی مطمح نظر

ہوتا ہے۔ جو ہر وقت اس کی آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اور اُسے پورا کرنے کے لئے وہ اپنی تمام مساعی صرف کر دیتا ہے۔ کبھی وہ تجارت میں ترقی اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی زراعت میں ترقی اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی سیاسی لحاظ سے وقت کے حصول وہ اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے کبھی سائنس میں ترقی کو اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی ہوائی جہاز ایجاد کرنا یا مساکین کی خدمت کو وہ اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ غرض ہر شخص کبھی نہ کسی مطمح نظر کو اپنے سامنے رکھتا ہے اور اس کے حصول کے لئے وہ ہر قسم کی قربانیوں اور جد و جہد سے کام لیتا ہے۔ بچے تک بھی انسان کو ہی دیکھو تو معلوم ہوگا کہ وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہے۔ کیونکہ فراغت انسانی فطرت میں داخل ہی نہیں۔

مکان اقوام کا ہے

ہر قوم نے بھی کوئی مقصد قرار دیا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہ اس کے لئے سب کچھ قربان کر دیتی ہے۔ پس جب ہر انسان اور ہر قوم کچھ نہ کچھ ضرور کرتا ہے اور کسی نہ کسی امر کو اپنا مقصد قرار دیتا ہے تو تمہارا بھی مطمح نظر ہونا چاہیئے۔ یہ نہ ہو کہ تمہارا وقت ضائع ہو جائے بلکہ تم کسی مقصد کو اپنے سامنے رکھ لو اور پھر اس کے حصول کو اپنا مقصد قرار دے کر اس کے لئے جد و جہد کرو۔ عربی زبان کی یہ عبارت اس طرح ہے کہ وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا وَجْهَهُ۔ یعنی ہر شخص کی کوئی نہ کوئی جہت ہوتی ہے یا ہر شخص کا کوئی نہ کوئی نصب العین ہوتا ہے۔ جس پر وہ اپنی تمام توجہ کو مرکوز کر دیتا ہے۔ وہ اسے ہمیشہ اپنے سامنے رکھتا ہے اور پورے انہماک اور توجہ سے اُسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر لوگ تو اپنے مقاصد اپنے لئے خود تجویز کر لیتے ہیں۔ لیکن ہم امت محمدیہ پر رحم کرتے ہوئے خود ہی ایک بلند ترین مطمح نظر اس کے سامنے رکھتے ہیں۔ اور ہدایت دیتے ہیں کہ

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

تمہارا مطمح نظر یہ ہونا چاہیئے کہ تم نیکیوں میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کی تحریک کرو۔ اللہ تعالیٰ نے قومی ترقی کا ایک عجیب گر بتایا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس زمانہ میں اس کو مد نظر نہیں رکھا جاتا۔ چنانچہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی شخص کو نیکیوں میں حصہ لینے کی نصیحت کی جائے یا کسی نیک کام کی ترغیب دلائی جائے تو اس کا جواب یہ ہوتا ہے کہ بس غریبوں پر ہی سارا زور ڈالا جاتا ہے امیروں کو تو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ حالانکہ اگر کوئی بڑا ہے اور وہ نیکیوں میں حصہ نہیں لیتا تو اس کی مثال اپنے سامنے کیوں رکھتے ہیں۔ انہیں تو اچھے نمونے کی اقتدا کرنی چاہیئے اور امارت اور غربت پر بنیاد رکھنے کی بجائے ہمیشہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ

نیکی اور تقویٰ

کس میں پایا جاتا ہے۔ اگر ایک غریب میں نیکی پائی جاتی ہے تو وہ اس امیر کے مقابلہ میں جس میں نیکی اور تقویٰ نہیں خدا تعالیٰ کے حضور بہت زیادہ بہتر ہے۔ پھر یہ اتنی لطیف بات تھی کہ ایک دفعہ غرباء نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر شکایت کی کہ یا رسول اللہ جس طرح ہم نمازیں پڑھتے ہیں اسی طرح اُمراء بھی نمازیں پڑھتے ہیں جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں اسی طرح اُمراء بھی روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم جہاد کرتے ہیں اسی طرح وہ جہاد کرتے ہیں مگر یا رسول اللہ ایک زائد کام وہ یہ کرتے ہیں کہ وہ صدقہ و خیرات دیتے ہیں۔ اور ہم غربت و ناداری کی وجہ سے اس میں حصہ نہیں لے سکتے۔ ہمیں کوئی ایسا طریق بتایئے جس پر چل کر ہم اس کمی کو پورا کر سکیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللہِ اور اَلْحَمْدُ لِلہِ اور چونتیس دفعہ اَللہُ اَکْبَرُ کہہ لیا کرو۔ وہ بڑے خوش ہوئے۔ اور انہوں نے اس پر عمل شروع کر دیا مگر تھوڑے دنوں میں ہی امیروں کو بھی اس کا پتہ لگ گیا۔ اور انہوں نے بھی

تسبیح و تحمید

شروع کر دی۔ اس پر غرباء نے پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی کہ یا رسول اللہ انہوں نے بھی تسبیح و تحمید شروع کر دی ہے۔ اب ہم کیا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو نیکی کی توفیق دیتا ہے تو میں اس کو کس طرح روک سکتا ہوں۔ یہ بھی اُن کی نیکی اور اس میں تسابق کی روح۔ اسی طرح بجائے اس کے کہ انسان اعتراض کرے اور کہے کہ فلاں سے یہ کام کیوں نہیں کروایا جاتا۔ اُسے چاہیئے کہ خود اس میں حصہ لے اور دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔ غرض دنیا میں ہر شخص کا ایک مطمح نظر ہوتا ہے۔ کسی کو کھانے پینے کا شوق ہوتا ہے کسی کو عیش و عشرت کا شوق ہوتا ہے کسی کو دولت کا شوق ہوتا ہے۔ کسی کو اچھے لباس کا شوق ہوتا ہے۔ کسی کو غیبت اور بدگوئی کا شوق ہوتا ہے۔ کسی کو لڑائی جھگڑے کا شوق ہوتا ہے۔ غرض کوئی انسان نہیں جس نے اپنے لئے کسی نہ کسی چیز کے حصول کو اپنا مقصد قرار نہ دیا ہوا ہو۔ غریب سے غریب اور جاہل بھی اپنے سامنے کوئی نہ کوئی مقصد رکھتا ہے۔ کسی کا مقصد بد معاشی حاصل کرنا ہوتا ہے۔

کسی کا مقصد اعلیٰ

تعلیم حاصل کرنا ہوتا ہے۔ کسی کا مقصد سیاسی اقتدار حاصل کرنا ہوتا ہے۔ فرماتا ہے کہ جب کوئی نہ کوئی مقصد ہر انسان کے سامنے ہوتا ہے تو پھر تم وہ بات کیوں نہ کرو جس میں سب اچھی باتیں آ جائیں۔ تمہیں یہ تہیہ کر لینا چاہیئے کہ کوئی خوبی ایسی نہ ہو جس میں دوسرا ہم سے آگے نکل جائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ جب وہ جدا ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو افسوس ہوا۔ آپ اس خیال سے کہ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی اور ذریعہ سے اس کی خبر ہوئی تو آپ کو تکلیف ہوگی۔ فوراً رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! آج ابوبکر سے میرا جھگڑا ہو گیا تھا جس کا مجھے افسوس ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات سن کر غصہ آ گیا۔ اور آپ نے فرمایا تم لوگ کیوں اُسے تکلیف دینے سے باز نہیں آتے۔ جب تم لوگ اسلام کا مقابلہ کر رہے تھے تو وہ مجھ پر ایمان لایا تھا۔ اور

اُس نے میرا ساتھ دیا تھا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابھی معذرت ہی کر رہے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی خیال آیا کہ شاید حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے متعلق کوئی ایسی بات نہ کر دیں جس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مجھ سے ناراض ہوں۔ اس لئے وہ بھی دوڑے آئے کہ میں جا کر حقیقت حال بتاؤں کہ قصور میرا نہیں بلکہ عمر رضی اللہ عنہ کا قصور تھا۔ مگر جونہی آپ دروازہ میں داخل ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ معذرت کر رہے ہیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو ناراض ہو رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسی وقت دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! فداک ابی و امی۔ قصور میرا ہی تھا۔ عمر کا قصور نہیں تھا۔ اس طرح آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کو دور کرنے کی کوشش کی۔ یہ بھی اُن کی

نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی روح

کہ قصور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے مگر معافی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مانگ رہے ہیں۔ تاکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ناراض نہ ہوں۔

درحقیقت اسلام اور دوسرے مذاہب میں جہاں اور بہت سے امتیازات ہیں جو اس کی فضیلت کو نمایاں طور پر ثابت کرتے ہیں وہاں

ایک بہت بڑا فرق

یہ بھی ہے کہ دوسرے مذاہب صرف نیکی کی طرف بلاتے ہیں۔ مگر اسلام استباق کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ دنیا میں ہر قوم نے ایک نہ ایک طرف اختیار کر رکھی ہے اور نیکی کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا ہے۔ وہ کہتے تو یہ ہیں کہ ہم نیکی ... ہیں تاکہ

ہیں۔ لیکن دانشمند ایسا نہیں کرتے۔ پس اُن کے زور اطراف کو اختیار کرنے کی وجہ سے نیکی کی طرف بالکل خالی رہ گئی ہے۔ تم اس کو دیکھو۔ اور اول تو نیکی اختیار کرو۔ اور پھر نیکیوں میں استباق کرو۔ اور دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں

استباق کا لفظ

رکھا ہے۔ جس میں بظاہر سُرعت اور تیزی نہیں پائی جاتی۔ اس لئے اگر دو آدمی سُست روی سے جا رہے ہوں۔ اور ایک اُن میں سے کسی قدر آگے بڑھ جاتے تو لغت کے اعتبار سے اُس نے استباق کر لیا۔ اسی طرح ہر کام میں تھوڑا سا بڑھنے کا نام استباق رکھا جا سکتا ہے۔ لیکن دراصل اس لفظ میں انتہا درجہ کی سُرعت اور تیزی سے آگے بڑھنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ہر شخص کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ استباق کرے اب اگر ایک شخص کوشش سے کچھ آگے بڑھے تو دوسرے مخاطب کو حکم ہے کہ اس سے آگے بڑھے۔ اور جب وہ اس سے آگے بڑھے گا تو پھر پہلے کو یہی حکم آگے بڑھنے کے لئے تیار کر دے گا۔ غرض ہر ایک کے لئے استباق کا حکم ہے۔ اور ہر شخص جہاں تک انسانی طاقت میں ہے۔ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے گا اور اس طرح اُن کی نیکیوں میں ترقی کرنے کی رفتار بہت تیز ہو جائے گی۔ یوں تو نَاشِطُوا الْخَیْرَاتِ کی جگہ بعض اور الفاظ بھی رکھے جا سکتے تھے۔ مثلاً نَاشِطُوا بھی رکھا جا سکتا تھا۔ مگر جو حقیقت فَاسْتَبِقُوا میں رکھی گئی ہے وہ کسی اور میں نہیں آ سکتی تھی۔ درحقیقت اس جگہ قرآن کریم

اسلام اور دیگر مذاہب کا مقابلہ

کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ تمام مذاہب خیرات کی طرف سے غافل ہیں۔ اور خیرات کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ پس اس وقت مسلمانوں کے لئے موقعہ ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔ یہ لفظ اپنے جاتا ہے کہ جس سے بڑھ کر کسی مقصد اور مدعا کی طرف دوڑنے اور اسے جلدی سے حاصل کرنے کا مفہوم کسی اور لفظ سے ادا ہی نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے کہ ایک شخص دوسرے کی پوری طاقت سے منزل مقصود کی طرف دوڑے۔ جلدی کرے مگر جس قدر چاہیئے اس قدر جلدی نہ کرے۔ لیکن استباق کے حکم کا اس وقت تک پورا ہونا ناممکن ہے جب تک پوری ہوش و حواس پوری طاقت سے جدوجہد نہ کی جائے۔ اس لئے کہ جب ایک شخص نے دوسرا بڑھ کر قدم

کو بھی حکم ہے کہ آگے بڑھو۔ اس لئے وہ اس سے زیادہ تیزی سے بڑھے گا۔ پھر پہلے کے لئے حکم آ جائے گا کہ تم آگے بڑھو۔ اور وہ اُس سے زیادہ تیزی اختیار کرے گا۔ حتیٰ کہ جس قدر کسی میں طاقت اور ہمت ہو گی وہ سب اُس میں صرف کر دے گا۔ پس استباق بظاہر اپنے اندر تیزی اور دوڑنے اور جلدی کرنے کے معنے نہیں رکھتا۔ مگر حقیقت یہ لفظ اس قدر تیزی پر دلالت کرتا ہے کہ جس قدر کسی انسان کی طاقت میں ہوتی ہے۔ اور مذاہب والے کہتے ہیں یہی نرو بھی اس کتب سے نیکی کرو ... [illegible] آگے بڑھو یہ کام کوئی معمولی کام نہیں۔ جب دو کا مقابلہ ہو تو کوئی بات سمجھ میں آ سکتی ہے ... [illegible] مگر جب ایک دوسرے کے مقابلہ میں ... [illegible] ہیں مقابلہ ہو وہاں کتنی بڑی تیاری کی ضرورت ہو گی گھوڑ دوڑ میں دیکھو تو کتنی تیاری کی جاتی ہے جب لوگ اُس میں حصہ لیتے ہیں تو کتنی کوشش اور تیاری کرتے ہیں۔ لیکن جہاں لاکھوں اور کروڑوں افسر ہوں وہاں تو جتنی تیاری کی ضرورت ہو سکتی ہے اُسے ہر انسان آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے۔ غرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے

مومنوں کی شناخت کا یہ معیار

بیان فرمایا ہے۔ کہ وہ تسابق اختیار کرتے ہیں۔ اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش یقیناً ہر قوم کے معیار کو بلند لے جاتی ہے کہ اس کا انسان ... [illegible] نہیں کر سکتا جب کبھی نیکی دنیا سے مفقود ہو جائے۔ اس وقت قوم کا گرنا شروع ہو جاتی ہے۔ بگڑنا شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن جب تک تسابق کی رُوح کسی قوم میں قائم رہے اُس ذلت تک خواہ وہ کیسی ہی ذلت میں پہنچی ہوئی ہو اور ترقی کی ... [illegible] اپنی چمک دکھاتی چلی جاتی ہے۔ اور اُس کے لئے موقعہ ہوتا ہے کہ وہ پھر آگے بڑھے۔ ہمارے قریب کے بزرگوں میں سے ایسے زمانہ میں جب

مسلمانوں پر ایک قسم کے تنزل کی حالت

آ گئی تھی۔ ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں کہ تسابق کی وجہ سے ان لوگوں کے دل میں کس کا نقصان کے دل میں گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ سید اسمٰعیل صاحب شہید جو نہایت عالی گزرے ہیں۔ حضرت سید احمد صاحب بریلوی کے مرید تھے۔ سید احمد صاحب بریلوی سکھوں سے جہاد کرنے کے لئے پشاور کی طرف گئے ہوئے تھے سید اسمٰعیل صاحب کسی کام کے لئے دہلی آئے ہوئے تھے۔ جب دلی سے واپس جاتے ہوئے اٹک پور کے مقام پر پہنچے۔ تو کسی نے اُن سے ذکر کیا۔ کہ اس دریا کو یہاں

سے تیر کر کوئی شخص نہیں گذر سکتا۔ اس زمانہ میں صرف فلاں سکھ ہے جو گذر سکتا ہے۔ مسلمانوں میں سے کوئی اس کا مقابلہ کرنے والا نہیں۔ وہ وہیں ٹھہر گئے۔ اور کہنے لگے کہ اچھا ایک سکھ ایسا کام کرتا ہے کہ کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔ اب جب تک میں اس دریا کو پار نہ کروں گا میں یہاں سے نہ ہلوں گا۔ چنانچہ وہیں انہوں نے تیرنے کی مشق شروع کر دی اور چار پانچ مہینہ میں اتنے مشاق ہو گئے کہ تیر کر پار گذر گئے اور پار گذر کر بتا دیا کہ سکھ ہی اچھے کام کرنے والے نہیں بلکہ مسلمان بھی جب چاہیں اُن سے بہتر کام کر سکتے ہیں۔ اس

تسابق کی رُوح

کو جب بھی ہم اپنے سامنے لاتے ہیں۔ ہماری رُوحوں میں ایک بالیدگی پیدا ہوتی ہے ہمارے دلوں میں گرمی پیدا ہو جاتی ہے اور ہمارے دماغوں میں عزم پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ ہم اپنے مخالف یا مدِمقابل یا رقیب سے کسی صورت میں بھی پیچھے نہیں۔ اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ ہم نیکیوں کے مقابلہ میں سُست ہوں۔ بلکہ نیکی کے میدان میں اپنے باپ اور بھائی سے بھی آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اسی طرح قومی وقار اور اعزاز کو ہمسایہ قوموں سے آگے بڑھانے کے لئے علمی اقتصادی سیاسی اور اخلاقی امور میں اُن سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ قرآن کریم نے فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ کہہ کر اور ایک جگہ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا فرما کر اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اس دنیا میں مقابلہ ہو رہا ہے تمہارا فرض ہے کہ اس مسابقت میں سب سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔ ہماری

جماعت کو چاہیئے کہ ہم میں سے ہر فرد اپنے نفس کو ٹٹولتا رہے اور دین کے ساتھ ایک گہری محبت اور شیفتگی پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اور سوتے جاگتے، اُٹھتے بیٹھتے یہی ایک مقصد اپنے سامنے رکھے کہ ہم نے اسلام کو دنیا میں غالب کرنا ہے۔ جب تک یہ رُوح جماعت میں پیدا نہیں ہوتی۔ اُس وقت تک ہم اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

اس آیت سے پہلی آیت میں فرمایا تھا وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ بِکُلِّ اٰیَۃٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَکَ یعنی اگر تو اہل کتاب کے پاس ہر قسم کا نشان بھی لے آتے تب بھی وہ

تیرے قبلہ کی پیروی نہیں کریں گے۔ گویا خواہ اُن کے ہاتھ میں خدا آ جائے یا اس کا رسول جائے۔ انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ضرور کرنی ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے اس امر کا کہ انہوں نے اپنا کوئی اعلیٰ مقصد قرار نہیں دیا ہوا۔ پس چاہیئے کہ تم

تم اپنا ایک اعلیٰ مقصد

قرار دے لو۔ مگر یہ یاد رکھو کہ محض نیکی اپنا مقصد قرار دے لینا کافی نہیں۔ بلکہ الخیرات یعنی سب نیکیوں کو اپنا مقصد قرار دو۔ اور جب بھی تمہیں کوئی نیک بات معلوم ہو اس کی اور خیال رکھو اُس کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور اُس سے دور رہنے کو ہلاکت سمجھو۔ اور دوسری بات یہ مدِنظر رکھو کہ نیکی کے حصول کے وقت تسابق کو مدِنظر رکھو۔ یعنی ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ تیسری بات یہ مدِنظر رکھو کہ اگر تمہارا قدم دوسروں کی سُستی کی وجہ سے یا تمہاری چستی کی وجہ سے آگے بڑھ رہا ہے تو دوسروں سے صرف بعض نیکیوں میں آگے رہنے کو کافی نہ سمجھو۔ بلکہ جس قدر ممکن ہو سکے ہر قسم کی خیرات کے حصول کے لئے قدم بڑھاؤ۔ اسی کی طرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بھی توجہ دلائی ہے کہ

کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ

اَخَذَھَا حَیْثُ وَجَدَھَا یعنی حکمت کی بات مومن کی ایک گمشدہ متاع ہوتی ہے وہ جہاں سے بھی ملے اسے فوراً لے لیتا ہے۔ اس حدیث میں ایک تو اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ مومن کوئی بات بھی بغیر حکمت کے نہیں کرتا۔ تمام خوبیاں اس کے اندر پائی جاتی ہیں۔ اور تمام نیکیاں اُس کے اندر جمع ہوتی ہیں۔ اور دوسرے اس امر کی نصیحت کی گئی ہے۔ کہ اسے جب بھی کوئی حکمت کی بات نظر آئے تو وہ یہ دیکھے بغیر کہ یہ کلمہ حکمت کسی کافر کے منہ سے نکلا ہے یا منافق کے منہ سے فوراً اُسے اپنی کھوئی ہوئی چیز سمجھ کر حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ گویا جس طرح ایک کھویا ہوا بچہ اُسے نظر آ جائے تو وہ فوراً اُسے پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح وہ بھی لپک کر اس قول کو لے لے اور سمجھے کہ وہ تو ہمارا یہ تو میری کھوئی ہوئی چیز تھی۔ افسوس کہ اسے کافر یا منافق لے گیا۔ اب یہ میرا کام ہے کہ میں

اپنی گمشدہ متاع

واپس لوں۔ اور اسے خود اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کروں۔ دنیا میں بہت سی خرابیاں محض اس وجہ سے پیدا ہوتی

ہیں کہ جس کسی کے پاس جتنی نیکی ہوتی ہے وہ اسی پہ فخر کرنے بیٹھ جاتا ہے۔ اور مزید خوبیاں اپنے اندر جمع کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اور اگر دشمن میں اُسے کوئی خوبی نظر آتی ہے۔ تو کینہ اور بغض اور حسد کی وجہ سے وہ اُسے بھی برا قرار دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اور یہ نہیں سمجھتا کہ اُس کے ایسا کرنے سے دشمن کا تو کوئی نقصان نہیں اُس کے پاس تو وہ خوبی ہے ہی نقصان اس کا اپنا ہے کیونکہ بغض کی وجہ سے وہ اُس خوبی کو حاصل نہیں کر سکے گا۔ پس

مومن کا کام ہے

کہ وہ ہر خوبی اپنے اندر پیدا کرے۔ اور ہر خوبی میں دوسروں سے آگے نکلنے کی کوشش کرے۔

یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اسلام نے اس طرح حسد کی بنیاد رکھی ہے۔ کیونکہ امور دینیہ اور امور دنیویہ میں یہ مقابلہ ضروری ہے اس کے بغیر کامل ترقی کبھی حاصل نہیں ہو سکتی تمام ترقی کی بنیاد ہی

مقابلہ اقوام و افراد

ہے۔ خود غرضی کی جڑ شریعت اسلام نے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کہہ کر اُکھاڑ دی ہے۔ کیونکہ مومن کا فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ جس درجہ تک پہنچے اُس پر فوراً دوسروں کو بھی پہنچائے۔ کیونکہ اُس کی غرض ہی دوسروں کو نفع پہنچانا ہے۔ اسی طرح فرماتا ہے۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آل عمران آیت ۱۰۵) یعنی تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جس کا کام صرف یہ ہو کہ وہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے۔ اور

اچھی باتوں کی تعلیم

دے۔ اور برائیوں سے روکے۔ اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ پس جس خیر کو بھی مومن حاصل کرے گا۔ وہ فوراً دوسروں کو بلائے گا کہ جلد آؤ اور اس چیز کو حاصل کرو۔ گویا مومنوں کا یہ فرض ہے کہ وہ جب آگے بڑھیں تو پچھلوں کو بھی کھینچ کر اپنے ساتھ ملائیں۔ پھر آگے بڑھیں تو جو لوگ پیچھے رہ جائیں اُن کو دوبارہ کھینچ کر اپنے ساتھ شامل کریں۔ پھر کود پڑیں اور اس طرح جو پیچھے رہ جائیں ان کو اپنے ساتھ شامل کریں۔ اور پھر سارے مل کر نیکیوں کے میدان میں دوڑیں۔ اس پر پھر جو ان میں سے آگے نکل جائیں وہ پچھلوں کو کھینچ کر اپنے ساتھ ملائیں۔ اور اس طرح ایک دوڑ جاری رہے۔ نیکیوں میں سبقت لے جانے والے سبقت لے جائیں اور پیچھے رہ جانے والوں کو ساتھ ملائیں۔ پھر ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔ اور پھر پچھلوں کو اپنے ساتھ ملائیں۔ اور یہی

عشق کی کیفیت

ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ مومنوں سے یہ خواہش رکھتا ہے کہ وہ اس کے پاس اکیلے نہ آئیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی ساتھ لیتے آئیں۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو مصر کی طرف روانہ کرتے وقت کہا تھا کہ تم نے اکیلے نہیں آنا۔ بلکہ بن یامین کو بھی ساتھ لیتے آنا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی کہتا ہے کہ تم میرے پاس دوڑ کر آنا۔ اور اکیلے نہ آنا بلکہ میرے دوسرے روحانی بیٹوں کو بھی ساتھ لے کر آنا۔ مومن دوڑتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے حضور جانا ہے وہاں میں اُسے کیا جواب دوں گا۔ اس لئے وہ دوسروں کو بھی کھینچ کر اپنے ساتھ ملا لیتا ہے۔

(تفسیر سورت البقرہ صفحہ ۲۵۳ تا صفحہ ۲۵۹)

درویش فنڈ

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی خاص توجہ کیلئے

"ہر مخلص احمدی کا فرض ہے کہ قادیان کے درویشوں کی ضروریات کا خیال رکھے"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

احباب کو بخوبی علم ہے کہ تقدیر الٰہی کے ماتحت ۱۹۴۷ء میں جماعت احمدیہ کے مقدس مرکز قادیان سے بھی اس کی اکثر آبادی کو ہجرت کرنی پڑی اور صرف ۳۱۳ درویش "خدمت دین" اور "حفاظت مرکز" اور "دیار حبیب" کو آباد رکھنے کے جذبہ کے ماتحت قادیان میں ٹھہرے رہے اور انتہائی تنگی اور مالی مشکلات کے باوجود قادیان میں کرنت پذیر ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق کہ تجرد کی زندگی کا دور ختم کرتے ہوئے قادیان میں اہلی زندگی کے آثار پیدا کئے جائیں۔ درویشوں کی ہندوستان میں شادیاں کی گئیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب درویشوں اور ان کے اہل وعیال کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ چکی ہے۔

ان درویشوں کے لئے موجودہ حالات قادیان اور اس کے گرد و نواح میں کوئی ایسا کاروبار نہیں ہے جس سے درویش اپنے اخراجات خود پورے کر سکیں۔ سوائے چند افراد کے جو قلیل آمد پیدا کر رہے ہیں باقی سب درویشوں کی جملہ ضروریات (قیام۔ طعام۔ لباس وغیرہ) کا بار صدر انجمن احمدیہ کو برداشت کرنا پڑتا ہے اور چندہ جات کی آمد کے مقابل پر بہت زیادہ اخراجات ہو رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے سال بسال سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا بجٹ آمد و خرچ غیر متوازن چلا آ رہا ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی نے درویشوں کی ضروریات اور صدر انجمن احمدیہ کی مشکلات کو ملحوظ رکھتے ہوئے جماعتوں کو اس طرف خاص توجہ دینے کی ہدایت فرمائی ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ جماعتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"بیرونی جماعتیں اپنے بھائیوں کی امداد کا خیال رکھیں۔ خصوصاً قادیان میں جو اصحاب الصفہ رہتے ہیں۔ ان کے متعلق ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ جس قدر غلہ اپنے لئے جمع کرے۔ اس کا چالیسواں حصہ ان کے لئے نکال کر بھیج دے مگر جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے وہ یہ غلہ صدقہ سمجھ کر نہ دیں۔ بلکہ ایک اسلامی بھائی کی امداد کے لئے قربانی سمجھ کر دیں۔ وہ یہ خیال کریں۔ کہ جیسے انسان اپنی بیوی کو کھلاتا ہے اپنے بچوں کو کھلاتا ہے اور ان کو کھلانا انسان کا فرض ہوتا ہے اسی طرح جماعت کے غرباء کی امداد کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر فرض عائد کیا گیا ہے۔ اور وہ اس فرض کی ادائیگی کے لئے غلہ دے رہے ہیں۔"

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی فرماتے ہیں:۔

"اصل میں قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے لیکن تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا اور دوسرے حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمت دین بجا لا رہے ہیں پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں۔ اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا موجب ہوں ہم پر درویشوں کا یہ احسان ہے۔ کہ وہ بھاری قربانی کرتے ہوئے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ پس یہ امداد ہرگز صدقہ خیرات کے رنگ میں نہیں۔ بلکہ ایک محبت کا تحفہ ہے جو شکرانہ اور قدر دانی کے رنگ میں ہم یا ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔"

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں سن ۱۹۵۲ء میں "درویش فنڈ" کی تحریک کا اجراء کیا گیا تھا تحریک کے ابتدائی دو تین سالوں میں تو مخلصین جماعت نے درویش فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا لیکن اب کچھ عرصہ سے اس مد میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے حالانکہ قادیان کی احمدی آبادی میں زیادتی کے باعث اخراجات کا بوجھ پہلے سے زیادہ ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے موجودہ مالی سال میں بجٹ درویش فنڈ کی تحریک کا بجٹ آمد ۱۳۰۰۰/- روپے رکھا گیا ہے اور توقع کی گئی ہے کہ احباب جماعت مالی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے اپنے پیارے امام اور مرکز کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اور لازمی چندہ جات کی ہر قسم کی ادائیگی کے علاوہ درویش فنڈ کی تحریک میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر مقررہ بجٹ سے آمد کو پورا کریں گے۔ انشاء اللہ ہم پورے ہوں گے۔ اس تحریک میں حصہ لینے کے لئے وعدوں کے فارم جملہ جماعتوں کو بھجوائے جا رہے ہیں۔ جملہ جماعتوں کے امراء۔ مبلغین و صدر صاحبان عہدیداران مال اور احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ خود بھی اس بابرکت تحریک میں حصہ لیں اور کوشش کریں کہ جماعت کا کوئی فرد اس بابرکت تحریک سے باہر نہ رہ جائے۔ اللہ تعالیٰ احباب کو زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔ (ناظر بیت المال قادیان)

ایک دلچسپ مکالمہ

جماعت اسلامی شمالی بہار کے امیر مولینا سلمان ندوی سے ملاقات

(از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم مظفرپور بہار)

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے!
(مسیح موعودؑ)

چند روز ہوئے مظفرپور میں جماعت اسلامی کا ایک اجتماع ہوا جس میں مولانا سلمان ندوی امیر جماعت اسلامی شمالی بہار و سابق ایڈیٹر "دعوت" دلی نے شرکت فرما کر "دعوت جماعت اسلامی" کے موضوع پر تقریر کی۔ دوسرے روز صبح دس بجے خاکسار کو بھی ملاقات کا موقعہ ملا۔ رسمی ملاقات کے بعد مولانا نے معذرت کردی کہ ہم لوگ بعض پرائیویٹ امور کو انجام دینے کے لئے مشورہ کر رہے ہیں اس لئے آپ کو وقت نہیں دے سکتے۔ خاکسار نے درخواست کی کہ اگر صرف پانچ منٹ مجھے آپ دے سکتے ہوں۔ تو میں جماعت احمدیہ کا کچھ لٹریچر آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ درخواست منظور ہوگئی اور خاکسار نے لٹریچر ابھی پیش کرنا شروع ہی کیا تھا کہ ندوی صاحب نے ایک سوال پیش کر دیا۔

ندوی صاحب:- "خاتم النبیین" صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ لوگ نبوت کا دروازہ کھلا مانتے ہیں۔ اس لئے ہم لوگوں کا آپ لوگوں کے ساتھ رابطہ بالکل ناممکن ہے۔ کیونکہ میرے نزدیک اب ہرگز کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور اسی بنا پر میں آپ کو مسلمان نہیں سمجھتا ... ندوی صاحب نے سوالات کی ابتداء اسی سوال سے کی جس کے بعد سوال و جواب کا یہ سلسلہ خاصہ طویل ہو گیا۔ جس کا خلاصہ قارئین بدر کی مدد... بحث طبع کے لئے سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

خاکسار:- حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ اس قسم کی نبوت کے اجراء کی قائل نہیں جس قسم کے نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل مبعوث ہوا کرتے تھے۔ جو بعض شارع نبی ہوتے تھے اور بعض غیر شرعی نبی جو نبوت کے مقام کو براہ راست پاتے تھے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ "امتی نبی" ہونے کا ہے اور اس قسم کی نبوت قرآن کریم کی آیت "ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین والشہداء و الصالحین" سے ثابت ہے۔ کیونکہ اس آیت کریمہ میں چاروں روحانی مدارج آئندہ کے لئے اطاعت رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے وابستہ بتائے گئے ہیں۔ جس میں سے صدیق، شہید اور صالح تین مدارج کو امت محمدیہ میں آپ خود بھی تسلیم کرتے ہیں۔ جبکہ چوتھا درجہ یعنی "نبوت" بھی انہی تین مدارج میں مرقوم ہے لیکن آپ اسے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بہرحال اس آیت کریمہ میں امتی صدیق، "امتی شہید"، "امتی صالح" کے ساتھ "امتی نبی" کی بعثت کو بالوضاحت بیان کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا اس بنا پر آپ ہمیں غیر مسلم قرار دینے میں حق بجانب نہیں ہیں۔

ندوی صاحب:- جبکہ علماء امت اور علماء اسلام "خاتم النبیین" کے یہی معنی متفقہ طور پر کرتے چلے آئے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو ہم صالحین امت کے اس متفقہ فیصلہ سے کس طرح روگردانی کر سکتے ہیں؟

خاکسار:- آپ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے نام نامی سے تو خوب واقف ہوں گے۔ اور آپ کے قائم کردہ مدرسہ اور مسلک کی مقبولیت بھی آپ کے سامنے ہے۔

ندوی صاحب:- بلاشبہ مولانا موصوف بہت بڑی شخصیت کے مالک تھے۔

خاکسار:- مولانا موصوف اپنی کتاب تحذیر الناس میں فرماتے ہیں۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

یہ صرف اسلام کی ایک شخص کی تحریر ہے۔ اس قسم کے حوالہ جات کثیر تعداد بزرگان و علماء امت کے اقوال میں سے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ پس آپ کا یہ دعویٰ سراسر باطل ہے کہ علماء امت ہر قسم کی نبوت کو منقطع قرار دینے میں متفق تھے۔ بلکہ آپ کا یہ عقیدہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے عقیدہ سے نسبتِ تضاد رکھتا ہے۔ کیونکہ مولانا کے نزدیک کسی نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آسکتا لیکن آپ کے نزدیک کسی نبی کے آنے سے خاتمیت محمدی میں فرق آجاتا ہے۔

ندوی صاحب:- یہ درست ہے کہ مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر ہے ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے۔ لیکن مولانا موصوف کو ہم بطور سند تسلیم نہیں کرتے ہمارا ایمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے اور آپ نے "لانبی بعدی" فرما کر بتا دیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا پس ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری سند مانتے ہیں۔ اور حضورؐ کی بتائی ہوئی تشریح پر ہی ہم آمنا و صدقنا کہتے ہیں۔

خاکسار:- اس حدیث کے یہی معنے ہو سکتے ہیں۔ کہ اب کوئی شرعی نبی یا مستقل غیر شرعی نبی نہیں آسکتا "امتی نبی" چونکہ قرآن کریم کی رو سے آسکتا ہے۔ اس لئے اس حدیث کو بہرحال قرآن کریم کے تابع کرنا ہوگا۔ ہم کسی حدیث کے ایسے معنے کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ جو قرآن کریم کے خلاف پڑتے ہوں۔ چنانچہ خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کی وفات پر فرمایا۔ "لو عاش لکان صدیقا نبیا" کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو خدا کا سچا نبی ہوتا یہ اس وقت فرمایا جب اس واقعہ سے بہت پہلے آیت خاتم النبیین نازل ہو چکی تھی۔ اگر خاتم النبیین کے معنے یہ ہوتے کہ اب "امتی نبی" بھی نہیں آسکتا تو حضورؐ یہ فرماتے کہ اگر ابراہیم زندہ بھی رہتا تو ہرگز وہ خدا تعالے کا نبی نہ ہوتا پس ہم سب کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر آمنا و صدقنا کہنا چاہیئے۔ جبکہ قرآن کریم بھی اس کا مصداق ہے اور حدیث لانبی بعدی کی بھی اسی سے تطبیق ہو جاتی ہے۔ اور کسی حدیث کو چھوڑنے کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔

ندوی صاحب:- ہمیں اپنی طرف سے قرآن کریم یا احادیث کی کوئی ایسی تشریح نہیں کرنا چاہیئے جو صحابہ کرام کی تشریح کے خلاف ہو۔ بلکہ ہمیں چاہیئے کہ ہماری زبان صحابہ کرام کی زبان بن جائے۔ اور ہم وہی کہیں جو صحابہ کرام نے کہا تھا۔ کیونکہ قرآن کریم اور احادیث نبوی کو وہ لوگ ہم سے زیادہ سمجھتے تھے۔ اور صحابہ کرام کا یہی عقیدہ تھا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔

خاکسار:- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام صحابیت تو آپ کو مسلم ہوگا جن کے متعلق حضورؐ نے فرمایا کہ نصف دین عائشہؓ سے سیکھو۔

ندوی صاحب:- حضرت عائشہؓ کے تفقہ فی الدین اور علو مرتبت سے بھلا کون مسلمان انکار کر سکتا ہے۔

خاکسار:- ام المومنینؓ فرماتی ہیں:-

"قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ"

یعنی اے لوگو تم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء تو کہو لیکن یہ مت کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

محترم ندوی صاحب آپ نے ابھی ابھی فرمایا تھا کہ ہماری زبان سے وہ کچھ نکلنا چاہیئے جو صحابہ کرام کی زبان سے نکلتا تھا۔ اس لئے آپ کے سامنے حضرت عائشہؓ کا قابل صد احترام قول پیش کرکے درخواست کرتا ہوں کہ آپ آئندہ کبھی بھی یہ نہ کہا کریں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ مجھے افسوس ہے کہ اس مختصر گفتگو میں آپ نے بار بار اس جملہ کو دہرایا ہے۔ کہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ امید ہے کہ آئندہ میری اس نصیحت کو حرزِ جان بنائیں گے جو درحقیقت میری نصیحت نہیں بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کی وصیت ہے۔

ندوی صاحب:- آخر آپ کی جماعت کے سوا آج باقی تمام مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

خاکسار:- اس کی وجہ تعصب اور دور فتن کے حجابات ہی ہو سکتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ آپ خود بھی بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ایک نبی کی آمد کے منتظر ہیں۔ میری مراد حضرت (باقی صفحہ ...)

حضرت مسیح موعودؑ کے کشف کے مطابق

کشتیٔ مرکز سے منقطع ہو کر غرق ہونیوالی لاہوری جماعت ہے نہ کہ مرکز سے وابستہ رہنے والی قادیانی جماعت

مبائعین اور غیر مبائعین میں ایک موازنہ

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

(۳)

مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے ساتھی قادیانی جماعت کو یزیدی صفت قرار دیتے اور کہتے رہے کہ یزید دعویدار خلافت تھا۔ اور اس سے ظالمانہ احکام صادر ہوئے تھے۔ لہٰذا قادیان پایۂ تخت یزید ہے اور ان کا خلیفہ یزید اور اس کے پیرو یزیدی ہیں۔ مگر یہ حضرت اقدس علیہ السلام کے کشوف و الہامات کی تکذیب ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو قادیان کو مبارک جگہ قرار دیا اور لکھا ہے کہ وہ خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اور صدر انجمن کے لئے یہ ایک ضروری شرط ہے کہ وہ ہمیشہ قادیان میں رہے اور اس کا سبب یہ بتلایا گیا ہے کہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔ اور قادیان کا نام حضور کو قرآن کریم میں لکھا ہوا دکھایا گیا۔ مگر مولوی صاحب کے مریض القلب ہمراہی حضرت اقدس علیہ السلام کی تحریر میں سے صرف اس قدر نقل کر دیتے ہیں کہ:۔

"چونکہ طبیب کو بیماروں ہی کی طرف آنا چاہیئے۔ اس لئے ضرور تھا کہ مسیح ایسے لوگوں میں ہی نازل ہو۔ غرض مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے مسیح کے اترنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا تو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہ اصل مسیح نہیں جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کی رو سے مسیح سے اور نیز امام حسینؓ سے بھی مشابہت رکھتا ہے۔ کیونکہ دمشق پایۂ تخت یزید ہو چکا ہے۔ اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزار ہا طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے وہ دمشق ہی ہے۔"

(ازالہ اوہام)

وہ کہتے ہیں کہ:۔

"یزید نہ ہوتا تو یزیدی بھی نہ ہوتے۔ پس یزیدیوں کی موجودگی ظاہر کرتی ہے کہ کوئی یزید بھی ہے جو کہ یزید پلید کی طرح خلافت حقہ اسلامیہ کا دعویدار ہوگا۔ پھر یزید پلید کی طرح اس کے بدکار پیروکاروں کی تعداد بھی کثیر ہوگی۔ اور پھر خدا تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دے گا کہ دور حاضر کا یزید اپنے لاؤ لشکر سمیت قادیان سے نکال دیا جائے گا۔"

اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ اس سے اگلی عبارت کو نقل نہیں کرتے اور اسے چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ مذکورہ عبارت میں تو قادیان کی سابقہ حالت کو جو حضور کی بعثت سے قبل تھی دمشق سے تشبیہ دی ہے مگر حضرت مسیح موعود کی بعثت کے سبب سے جو انقلاب اس میں رونما ہوا جس کا ذکر اس کے بعد حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا ہے اسے وہ ترک کر دیتے ہیں۔ قادیان کے متعلق حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"سو خدا تعالیٰ نے اس دمشق کو جس سے ایسے پُر ظلم احکام نکلتے تھے اور جس سے ایسے سنگدل اور سیاہ درون لوگ پیدا ہو گئے تھے اس غرض سے نشانہ بنا کر لکھا کہ اب مثیل دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہوگا کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی بستی ہی میں آتے رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ لعنت کی جگہوں کو برکت کے مقامات بناتا رہا ہے۔"

(ازالہ اوہام ص۲۰۶)

پس اس برکت والا مقام بنانے کے بعد بھی اسے لعنت والا مقام قرار دینا یزیدیوں ہی کا ظالمانہ کام ہے انہیں کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ اُن کو برکت کے مقام سے نکال دیا جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کے مطابق کہ لاہوری یزیدی گروہ کو نکال کر قادیان کو ان سے پاک کر دیا۔ اب حضرت اقدس کی تحریرات میں ردو بدل کرنا یا کتر و بیونت سے کام لینا ان کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام تطہیر اہل بیت کے متعلق ہے۔ کہ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا اس میں اللہ تعالیٰ نے ان سے رجس کو دور کرکے ان کی تطہیر کا وعدہ دیا ہے۔ تطہیر کبھی تو اس طرح ہوتی ہے کہ کسی کی ذات میں جو نقائص و گند ہوتے ہیں۔ ان کو دور کر دیا جاتا ہے۔ اور کبھی تطہیر اس طرح ہوتی ہے کہ ذات میں تو گند یا نقائص نہیں ہوتے ہاں ارد گرد گند پایا جاتا ہے۔ جس کا دور کرنا ضروری ہوتا ہے حضرت اقدس علیہ السلام کے دوسرے کشوف و رؤیا نے اس امر کی تو تصدیق کر دی ہے کہ آپ کے اہل بیت کی ذات مطہر و مزکّٰی ہے۔ اور ہر قسم کے گندوں سے پاک ہے لہٰذا اس جگہ وہ تطہیر مراد نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کے سوا دوسری قسم کی تطہیر ہی مراد ہو سکتی ہے۔ بہرحال خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم ضرور ان کی تطہیر کریں گے سو خدا تعالیٰ نے دونوں قسم کے یزیدیوں کو ان سے دور کرکے وہ تطہیر پیدا کر دی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے ان کو ہر قسم کے امتحانوں میں سے بھی گزار کے اگر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے امادوں پر پختہ ایمان رکھتے ہیں اور ان کے قدم کسی مرحلہ پر بھی نہیں ڈگمگائے پس یہ تطہیر بھی اسی قسم کی ہے جس قسم کی حضرت اقدس علیہ السلام کی ہوئی۔ ایک الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تطہیر کا بھی وعدہ ہے ایک رؤیا میں تین فرشتوں اور مولوی عبداللہ صاحب غزنوی سے فرمایا کہ

"میں دعا کرتا ہوں تم سب آمین کہو تب میں نے یہ دعا کی رب اذهب عني الرجس وطهرني تطهيرا اس دعا پر تینوں فرشتوں اور مولوی عبداللہ نے آمین کہی ..... میرے لئے آسمان پر ایک خاص فضل کا ارادہ ہے۔"

(تذکرہ صفحہ ۲۹)

یا یہ تطہیر اس قسم کی ہے جس قسم کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے متعلق وعدہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (احزاب ع۴) ظاہر ہے کہ جس قسم کی تطہیر آنحضرت صلعم کے اہل بیت کی ہوئی اسی قسم کی تطہیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت کی ہوئی۔ اگر یہ گندے ہیں تو ان کو بھی ویسا ہی گندا ماننا پڑے گا۔ اور اس کی زد وہاں بھی پڑے گی۔ لیکن معاند معترض نے آنحضرت صلعم کے اہل بیت کی تطہیر کا ذکر کرنے کی بجائے دوسروں کے متعلق اسے بتا کر ان کی تطہیر کا ذکر کرکے اُسے ٹال دیا ہے۔ اور لکھا ہے

"قرآن شریف میں ان الفاظ سے عام مسلمانوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ ہم طوالت کے خوف سے حوالجات دینے سے معذور ہیں بطور مثال یریدون لیطهرکم (مائدہ رکوع ۲) میں خدا تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے۔" ..... اور جو شخص خدا تعالیٰ کے متعلق یہ خیال رکھتا ہے کہ وہ بعض خاندانوں سے خاص انس رکھتا ہے اور اُن سے امتیازی سلوک کرتا ہے تو اس کی توحید پرستی اس کے لئے ایک لعنت ہے۔ اس سے تو بہتر تھا کہ وہ مشرک ہی رہتا۔"

یہ بالواسطہ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت پر حملہ ہے۔ اور جو شخص آنحضرت صلعم کے اہل بیت پر حملہ کرنے سے نہیں چوکتا اس سے یہ امید کس طرح کی جا سکتی ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت پر حملے سے پرہیز کرے گا۔ بلکہ اس نے آنحضرت صلعم کے اہل بیت کی تطہیر والی آیت کو نقل کرنے سے گریز کیا ہے۔ اور اس طرح براہ راست اس پر حملہ سے بچنے کی کوشش کی ہے۔ مگر معترض

مسیح موعودؑ کے اہلِ بیت سے متعلق اسی قسم کے الہام کے ذریعہ سے حملہ کر کے ان کو بھی اپنے حملہ کا نشانہ بنا لیا ہے۔

چونکہ اہلِ بیت نبوی کی طرح حضرت اقدس علیہ السلام کے اہلِ بیت کی تطہیر کا وعدہ تھا اس لئے ضروری تھا کہ جن سے انکی تطہیر مقصود تھی ان کو ان کے پاس سے دور کر دیا جاتا۔ سو خدا تعالےٰ نے یزیدیوں کو جو اپنے غلو اور تکبر میں حد سے بڑھ رہے تھے یہاں سے نکال دیا اور اہلِ بیت کو ان کے وجود سے پاک کر دیا۔

چنانچہ ایک معاند خود ہی حضرت اقدس علیہ السلام کے بعض الہامات کو درج کر کے لکھتے ہیں کہ:۔

"ماکان اللہ لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب انظر الی یوسف واقبالہ یہاں یوسف سے مراد مصلح موعود ہے اور یہاں بھی خبیث اور طیب میں امتیاز کرنے کا وعدہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خبیث اور جعلی مدعی بھی ہوگا۔ لیکن طیب اور حقیقی مصلح موعود با اقبال ہوگا!"

پس مذکورہ الہامات کی رو سے مصلح موعود اور اس کے ساتھیوں میں جو خبیث گروہ یزیدیوں کا تھا خدا تعالےٰ نے اس کے متعلق حضرت اقدس علیہ السلام کو وعدہ دیا تھا کہ ان کو الگ کر دیا جائے گا۔ سو اسے اس کے مطابق الگ کر دیا گیا۔

ایک اور الہام میں فرمایا ہے "امتازوا الیوم ایھا المجرمون" مجرموں نے مصلح موعود اور اس کی جماعت سے الگ کیا جانا ضروری تھا سو وہ اُن سے الگ کر دیئے گئے۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ نے فتنوں کے شر سے آپ کی جماعت اہلِ بیت مصلح موعود اور اس کے ساتھیوں کو بچا لیا۔ اور ان سے ہر طرح [illegible] پاک کر دیا۔ اب وہ [illegible] کوشش کریں۔ ان باتوں پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات ہیں۔ کشوف ہیں۔ رؤیا ہیں۔ تحریرات ہیں۔ ان کا بیان کرنا اس لئے ضروری ہے کہ لاہوری فریق نے ان پر پردہ ڈالنے کی [illegible] کوشش کی ہے۔ ورنہ حق یہ تھا کہ ایسے کھلے کھلے الہامات کو چھپایا نہ جاتا بلکہ اپنی اصلاح کر کے [illegible] [illegible] حضرت اقدسؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مرکز اور جماعت سے وابستگی پیدا کی جاتی مگر

افسوس ہے کہ ان واضح الہامات و تحریرات پر کھلے بندوں تمسخر اُڑایا جاتا ہے۔ اور ان سے فائدہ اُٹھانے کی بجائے اہلِ بیت و جماعت ہی کو گمراہ قرار دے کر دوسروں کے راستہ میں بھی روڑے اٹکائے جاتے ہیں۔ واللّٰہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک مرکز قادیان کی حفاظت کے متعلق جس طرح نہایت واضح الہامات و کشوف موجود ہیں۔ اسی طرح آپ کی جماعت کی حفاظت و ترقی کے لئے بھی نہایت شاندار وعدے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ کے اہلِ بیت کی حفاظت و ترقی کے لئے کثیر کشوف و الہامات و رؤیا ہیں جن میں سے بعض کا ذکر اس جگہ میں کرنا ضروری سمجھتا ہوں فرمایا:۔

"شب گذشتہ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ اس قدر زنبور ہیں زنبور سے مراد کینہ دشمن ہیں کہ تمام سطح زمین ان سے پُر ہے ٹڈی دل سے زیادہ اُن کی کثرت ہے اس قدر ہیں کہ زمین کو قریباً ڈھانک دیا ہے۔ اور تھوڑے ان میں سے پرواز بھی کر رہے ہیں۔ جو نیش زنی کا ارادہ رکھتے ہیں مگر نامراد ہیں۔ اور میں اپنے لڑکوں شریف اور بشیر کو کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی یہ آیت پڑھ کر دم کرو اور بدن پر پھونک لو کچھ نقصان نہیں کریں گے۔" (تذکرہ صـ [illegible])

اس میں صرف حضرت مرزا بشیر احمد صاحب و حضرت مرزا شریف احمد ہی کا ذکر ہے اور بڑے بیٹے محمودؓ کا ذکر بظاہر نہیں۔ دراصل اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ اسے دشمنوں کے نرغہ میں آنے سے بچا لے گا اور اسے کسی آیت کے پڑھ کر پھونکنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے گی۔ ہاں دوسرے دونوں بیٹے دشمنوں کے نرغہ میں پھنس جائیں گے مگر خدا تعالےٰ اس کی حفاظت فرمائے گا اور دشمن کو ناکام و نامراد رکھے گا۔

سنہ ۴۷ء کے فسادات میں ایسا ہی ہوا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز قادیان پر حملہ سے پیشتر ہی یہاں سے چلے گئے۔ اور اس طرح خطرہ سے محفوظ ہو گئے ہاں باقی دونوں بیٹے یہاں رہ گئے تھے۔ خدا تعالےٰ نے حملہ کے وقت اُن کی بھی حفاظت فرمائی۔ اور اس طرح آپ کے اہلِ بیت شر سے محفوظ رہے۔

یہ بات عجائبات الہام سے ہے۔ کہ واقعہ کے ایک حصہ کو خدا تعالےٰ نے مخفی رکھا اور دوسرے حصہ کو رؤیا میں ظاہر کر دیا۔

چنانچہ انہی واقعات سے متعلق ایک اور الہام بھی ہے جس میں نہایت لطیف پیرایہ میں ہجرت [illegible] کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مگر ایک حصہ کا کھول کر ذکر نہیں کیا گیا مگر الفاظ ایسے رکھ دیئے ہیں کہ جن میں اس حصہ کی طرف اشارہ موجود ہے۔ اور وہ الہام ہے

"یا اللہ اب شہر کی بلائیں بھی ٹال دے۔" (تذکرہ)

جماعت اور قادیان اور اہلِ بیت کے متعلق اللہ تعالےٰ نے حضرت اقدس علیہ السلام کو ایسی دعا سکھلائی ہے جس کا تعلق فسادات سنہ ۴۷ء سے ہے۔ بلاؤں کے ٹلانے کی ضرورت اہلِ بیت اور قادیان و جماعت سے تھی۔ خدا تعالےٰ نے اس میں بتا دیا کہ ان میں سے ایک حصہ کی حفاظت کا انتظام تو ہم حملہ سے پیشتر کر دیں گے۔ اور اس کو بصحت سلامت یہاں سے نکال کر لے جائیں گے اور اس کی بلائیں بھی ہم ٹال دیں گے۔ جو پیچھے رہ جائیں گے۔ ان کے لئے ہم دعا سکھلا دیتے ہیں وہ یہ دعا کرتے رہیں کہ اے اللہ جو چلے گئے ہیں ان کی بلائیں تو تو نے ٹلا دی ہیں۔ اب شہر میں پیچھے رہنے والے افراد کی بلائیں بھی ٹال دے۔ اس میں بھی کے لفظ نے اس حصہ کی طرف اشارہ کر دیا ہے جس کی بلائیں اللہ تعالےٰ نے بغیر دعا کے ہی ٹال دی تھیں اور جس کا ذکر اس میں صراحت کے ساتھ نہیں کیا گیا۔ بلکہ مصلحت وقت کے ماتحت اسے مخفی رکھا گیا ہے۔ اس دعا سے پہلے کشف کی وضاحت کر دی ہے اور بتا دیا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس حملہ کے وقت آپ کے خاندان اور جماعت کو محض اپنے فضل سے اس حملہ کے بد اثرات سے محفوظ رکھے گا۔ اور صحیح سلامت ان کو نکال لے جائے گا۔ اور جو باقی رہ جائیں گے اللہ تعالیٰ ان سے بھی بلائیں دور کر دے گا۔ پس اس میں جماعت قادیان کے دونوں حصوں کے متعلق حفاظت کا وعدہ موجود تھا اس وعدہ کو اس نے پورا کر کے جماعت احمدیہ قادیان اور اہلِ بیت سے اپنی حفاظت و تائید و نصرت کا ثبوت دے دیا۔

یہ اور اسی قسم کے اور بہت سے الہامات ہیں جن سے دیانتدار حق کا متلاشی اگر فائدہ اُٹھانا چاہے تو راہ راست اختیار کر سکتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ لاہوری فریق اور ان کا امیر قرآن الہامات کو خاطر میں ہی نہیں لاتے اور ان کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ اور الٹا جماعت کو مرد [illegible] ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیتے ہیں؟

ایک دلچسپ مکالمہ

(بقیہ صفحہ ۶)

عیسےٰ علیہ السلام سے ہے۔

ندوی صاحب۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جب تشریف لائینگے تو وہ صرف امت محمدیہ کے ہی فرد ہونگے۔ اسکی مثال بالکل ویسی ہی ہے جیسے ڈاکٹر راجندر پرشاد ایک وقت میں صدر جمہوریہ تھے۔ اور جب آن سے یہ عہدہ لے لیا گیا تو وہ اپنی موت سے قبل ہندوستان کے ایک شہری تھے۔ وہ صدر جمہوریہ ہند نہیں تھے۔

خاکسار۔ نبوت و رسالت کا عہدہ چھینا نہیں جاتا بالخصوص جبکہ قیامت تک قرآن کریم میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے نام کے ساتھ نبی اور رسول لکھا رہیگا۔ اسلئے حضرت عیسےٰ علیہ السلام بقول آپکے آئینگے تو وہ حسب سابق نبی و رسول بھی ہونگے۔ لہٰذا آپکا قیاس مع الفارق ہے۔

محترم ندوی صاحب نے بوجہ عدیم الفرصتی اس گفتگو کو کسی دوسرے موقعہ کیلئے ملتوی کر دیا اور یہ مکالمہ خوشگوار اور پُرمذاق ماحول میں ختم ہو گیا۔

حاضرین جنمیں اکثر جماعت اسلامی کے اراکین اور ہمدرد شامل تھے احمدیت کے دلائل سے بہت متاثر ہوئے۔ چنانچہ سامعین کئی روز بعد خاکسار سے ملے جماعت احمدیہ کا لٹریچر لیا اور اس مکالمہ میں احمدیت کے ٹھوس دلائل کا اعتراف کیا

بہر حال مولانا ندوی صاحب نے بخوشی لٹریچر قبول کرنے اور مطالعہ کا وعدہ کیا اور کبھی وقت در بھنگہ آنے کی دعوت دی۔ اور ہر دو نے اپنی راہ لی۔ بزرگانِ سلسلہ اور درویشان کرام و احباب سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس گفتگو کے بہتر نتائج ظاہر فرمادے اور ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

درخواستہائے دعا

(۱) مقامی جماعت کے مخلص خاندان کا بچہ عزیز محمد احمد جو کسی وقت قادیان میں بھی زیر تعلیم رہا ہے بجھ عرصہ سے شدید طور پر بیمار ہے اور علاج کی غرض سے عزیز کو مدراس لے جایا جا رہا ہے۔ احباب جماعت سے عزیز موصوف کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے نہایت عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سانگلی [illegible]

(۲) میرے بڑے بھائی مکرم عطاء اللہ صاحب کی بچی شہزادی بیگم عرصہ چھ ماہ سے برص کی بیماری کا شکار ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ عزیزہ کو جلد صحت بخشے آمین نیز دعا فرمائیں کہ آئندہ [illegible] مصنف نیک اور انصاف پسند غیر متعصب ہوں نیز اللہ تعالیٰ میری مشکلات بھی اپنے فضل سے دور فرمائے آمین۔ خاکسار عزیز الدین وکیل [illegible]

متحدہ ہندوستان میں مسیحیت اور اس کا دفاع

(بقیہ صفحہ اوّل)

سفرِ ہند

شدہ شدہ یہ بات یہودیوں کو بھی معلوم ہو گئی کہ یسوع مسیح صلیب سے زندہ اتار لئے گئے ہیں اور اب گلیل کے گلی کوچے میں پھر رہے ہیں۔ پھر وہی طوفان اُٹھنے کا اندیشہ تھا۔ مبادا پھر قصۂ دار و رسن دہرایا جائے۔ اس لئے اب اس نے بنی اسرائیل کے گم شدہ قبائل کی تلاش میں ترک وطن کا ارادہ کیا۔ اب اس نے اونٹ کٹارے کی جھاڑیوں۔ سرکنڈے کے جنگلوں اور انجیر و زیتون کے باغوں کو چھوڑ کر افغانستان و کشمیر کی راہ لی۔ چند ہی دنوں کے بعد ان کی والدہ محترمہ اور کئی شاگرد بھی ان سے آکر مل گئے۔ یہی وہ پہلا دن ہے کہ ہمارے متحدہ ہندوستان نے یسوع مسیح کی محبت و اخوت کا پیغام سنا اور ایک مظلوم نبی کو اپنے گھر پناہ دی۔

شمال و جنوبی ہند میں یہودی آبادیاں

تاریخ اور آثار قدیمہ کی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ہندوستانی اسرائیلیوں کو پیغام الٰہی سنانے کے لئے ایک منصوبہ بنایا۔ ان دنوں کشمیر میں دور اسرائیلی آباد تھے۔ جنہیں بخت نصر نے یروشلم سے جلاوطن کر دیا تھا۔ اور ہندوستان کے جنوبی ساحلوں پر بھی یہودیوں کی آبادیاں پائی جاتی تھیں۔ تاریخ ہند کے محقق ہو یہ لکھتے ہیں کہ سینکڑوں سال قبل مسیح سے ہند و عرب کے درمیان تعلقات پائے جاتے ہیں۔ اس کا ایک سبب یہ ہوتا ہے کہ خاص زمانے میں ایک بڑی آبادی فلسطین سے ہجرت کر کے ہندوستان میں آباد ہو گئی تھی۔ اس لئے ان قوموں کے درمیان تجارت۔ تہذیب اور زبان کا تبادلہ ہوتا رہا۔

اس حالت میں جناب مسیح یروشلم سے ہندوستان آئے۔ انہیں اب بنی اسرائیل کی کمزور بھیڑوں کے درمیان نبوت کرنی تھی۔ اس لئے کشمیر اور اس کے نواح وہ خود مقیم ہوئے اور جنوبی ہند کی طرف اپنے ایک برگزیدہ حواری تھوما کو بھیجا۔ تا وہ ساحل پر بسنے والے یہودیوں کے لئے ان کی طرف سے نبوت کریں۔

ہند میں مسیحی و اسرائیلی آثار

آج بھی کشمیر میں شہر سری نگر میں حضرت یسوع مسیح کے مزار کا پتہ لگتا ہے۔ اور جنوبی ہند کے شہر مدراس میں تھوما حواری کی شہادت گاہ و مرقد کا۔ جناب یسوع مسیح کا مزار مبارک تو مسلمانوں کی بے خبری و ناقدردانی کے باعث کس مپرسی کے عالم میں پڑا ہے مگر مدراس میں تھوما حواری کی بہت شاندار یادگاریں قائم کی گئی ہیں۔ ان کی شہادت گاہ "سینٹ تھامس مونٹ" پر بھی ایک چرچ ہے۔ اور مائلا پور میں جہاں کے لوگوں نے ان کے وعظ توحید سے مشتعل ہو کر ان کو قتل کیا تھا اس مائلا پور میں بھی ان کے نام کا ایک شاندار چرچ موجود ہے۔ یہیں حضرت تھوما کی لاش دفنائی گئی تھی۔ یہ چرچ ہمیشہ عیسائیوں کی عقیدت کا مرکز بنا رہا ہے۔

تھوما حواری کے وعظ و نصیحت سے

جنوبی ہند کے یہودی موحد ہو گئے تھے ان کے قتل کا سبب بھی یہی تھا کہ وہ اپنے وعظ میں شرک و مورتی پوجا کی مذمت کیا کرتے تھے۔ "سینٹ تھوماس مونٹ" کے ایک منظر میں ان کی شہادت کا یہ سماں دکھایا گیا ہے۔ اس چرچ میں جب میری نظر اس تصویر پر پڑی۔ تو معلوم نہیں کہ میں دیر تک وہاں کیا کیا سوچتا رہا۔ ایک وجیہ و باوقار انسان تواضع و انکساری کا ایک سراپا بن کے کھڑا ہے۔ پیچھے سے ایک آدمی جو نیم عریاں ہے ہاتھ میں بھالا لئے آتا ہے اور تاک کر اس کی پیٹھ کو چھید ڈالتا ہے۔ اس تصویر کا منظر اتنا ہی ہے۔ مگر اس میں کتنے حقائق پوشیدہ ہیں۔ جمہوریہ ہند کی تاریخ میں اس واقعہ کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔ اس لئے کہ آج ہمارے دستور نے ہم کو قانونی طور پر آزادیٔ تقریر و تحریر کا حق دیا ہے۔

آثارِ کشمیر

رہ گیا کشمیر۔ تو اس میں شک نہیں کہ وہاں مزار مسیح علیہ السلام پر کوئی عالیشان خانقاہ یا چرچ نہیں۔ مگر کشمیر کے کوہ۔ دشت اور وادی میں بنی اسرائیل کے اتنے آثار پائے جاتے ہیں کہ ہم حقیقت کا سراغ لگانے کے لئے کسی بھی خانقاہ یا گرجا گھر کے محتاج نہیں۔ کوہ مری۔ تخت سلیمان۔ عیش مقام۔ پہلگام۔ وادی موآب۔ چاہ ہاروت ماروت یہ سب کشمیر میں اسرائیلی آثار کی شہادت دے رہے ہیں۔

غرض وہ نورِ خدا جو یروشلم کے بیت اللحم میں ظاہر ہوا اور گلیل کی آبادی میں پروان چڑھا۔ واقعۂ صلیب کے بعد منتقل ہو کر ہندوستان آگیا۔ اور رشیوں۔ منیوں اور اوتاروں کا یہ دیس اس فلسطینی نور کا تجلی زار بن گیا۔

مارکو پولو اور واسکوڈی گاما کی آمد

بعثت سے جمود و تعطل کا دور ختم ہو جاتا ہے۔ اور قوموں میں بیداری۔ زندگی اور عمل کے جذبات امنڈ آتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی تاریخ میں بھی ہم کو یہی نظر آتا ہے۔ ظہور مسیح سے پہلے ہند و عرب کے درمیان جو تعلقات پائے جاتے تھے۔ وہ اور بھی مضبوط ہو گئے۔ اور دونوں ملکوں کے درمیان ثقافتوں کا روز افزوں تبادلہ ہونے لگا۔ یہاں تک کہ ہندوستان کی تاریخ شہنشاہیت کے دور میں داخل ہوتی ہے اور ایک اسپینی سیاح "مارکو پولو" ہندوستان کی جنوبی بندرگاہ "کالی" پر نمودار ہوا۔ ٹھیک اس کے ۲۱۰ برس بعد دوسرا پرتگالی جہاز ران "واسکوڈی گاما" بھارت کے جنوبی ساحل "کالیکٹ" میں لنگر انداز ہوتا ہے۔

گوا پر پرتگالی قبضہ

اس کے چند سال بعد یعنی ۱۵۱۰ء میں البوقرق نامی ایک پرتگالی بحیرۂ ہند میں ایک بحری بیڑہ قائم کرتا ہے۔ اور سلطنت بیجاپور سے نبرد آزما ہو کر گوا۔ دمن اور دیو پر قبضہ کر لیتا ہے۔

ہندوستان کی سیاسی صورتِ حال

ان دنوں ہندوستان کی سیاسی صورت حال یہ تھی کہ شمالی ہند پر لودھی خاندان حکمران تھا اور جنوبی ہند کی وہ ریاستیں جو سلطان محمد تغلق کے آخری دور میں دہلی کے مرکزی نظام سے کٹ کر خود مختار ہو گئی تھیں وہ ابھی تک اسی لامرکزیت کی حالت میں تھیں۔ انہیں دنوں امیر تیمور کے پیہم حملوں نے دہلی کے سیاسی ڈھانچے کو سخت نقصان پہنچایا تھا۔ اور شمالی ہند کی سیاسی مرکز دہلی کی بجائے آگرہ بن گیا تھا۔

جنوبی ہند کا یہ سیاسی انتشار پرتگیزوں کے لئے حوصلہ افزا ثابت ہوا۔ دوسری طرف باقی ایشیائی ممالک کا یہ حال تھا کہ ہر جگہ مسلمان فرمانرواؤں کا ڈنکا بج رہا تھا۔ اور مذاہب عالم میں اسلام ایک زندہ مذہب سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے سنگدل پرتگیزی عیسائیوں نے اسلام اور مسلمانوں کو اپنا حریف جانا اور عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان آتش منافرت پھیلانے کی مہم شروع کی۔ گوا۔ دمن اور دیو میں ان کی حیثیت ہی کیا تھی۔ پندرہ سو مربع میل کا ایک رقبہ یعنی ہندوستان کے ایک بڑے ضلع کے برابر بھی نہیں۔ پھر بھی ان کے غرور کا یہ عالم کہ اپنی اس چھوٹی سی سلطنت میں جو آئین جاری کئے۔ ان کی بنیاد عناد، تعصب اور اسلام دشمنی پر تھی۔ ان کے آئین میں جبری عیسائی بنانا مذہبی پالیسی کا ضروری جزو قرار دیا گیا۔

یہ پہلا موقعہ تھا کہ ہندوستانی مسلمانوں اور مغربی مسیحیوں کے درمیان سیاسی تعلقات قائم ہوئے جغرافی کے اعتبار سے دونوں ہم وطن اور پڑوسی بنے۔ اخلاق و تہذیب کا تقاضہ تھا کہ اس تعلق میں رواداری اور احترام و قدردانی کا پہلو زیادہ ملحوظ رکھا جاتا۔ مگر پرتگالی مسیحیوں کا رویہ بڑا حوصلہ شکن ثابت ہوا۔ انہوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جیسے بغض۔ عداوت اور کینے کا اظہار کیا۔ اور مسلمانوں کے ساتھ جس درشت کلامی سے پیش آئے۔ اس کا کچھ حال شہنشاہ اکبر کے "عبادت خانہ" کی روداد سے معلوم ہو جاتا ہے۔

اکبری عبادت خانہ اور پرتگیزی پادری

اس بادشاہ نے تحقیق مذاہب کے لئے ایک انجمن قائم کی تھی۔ جس کو اس زمانے کی اصطلاح میں "عبادت خانہ" کہتے تھے اس عبادت خانے میں بڑے ٹھاٹھ کے ساتھ گوا سے عیسائی پادریوں کے تین وفود آئے۔ اس مجلس میں ہر مذہب کے حامیوں کو اظہار خیال کی آزادی تھی۔ ہندو، مسلمان، جین، پارسی سبھی اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرتے۔ اس عبادت خانے کی روداد سے کہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان غیر مسلم دانشوروں اور پنڈتوں نے اسلام یا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ پر ناپاک حملہ کیا ہو۔ لیکن جب گوا سے پرتگالی پادری آئے اور انہیں اظہار خیال کا موقعہ دیا گیا۔ تو انہوں نے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے کی بجائے اسلام یا پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم پر گندہ ناپاک اور شرمناک اعتراضات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس مجلس کی روداد جب

ملک کے مسلمانوں نے سنی تو ان کے اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ لیکن اکبر بردباری طرف وسیع قلب اور روادار بادشاہ تھا۔ اس نے ان پادریوں کی بدزبانی بیہودہ گوئی اور افترا پردازی پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ ان پادریوں نے شہنشاہ اکبر کی اس حوصلہ مندی و رواداری کا کچھ اور مطلب سمجھا۔ وہ سمجھے کہ اکبر پر ان کا جادو چل گیا۔ حالانکہ اکبر کا یہ حال تھا کہ وہ پادریوں کے رویے سے بیزار ہو گیا تھا۔ چنانچہ اکبر بادشاہ کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ جب وہ اپنے بھائی مرزا حکیم کا تعاقب کرنے افغانستان جا رہا تھا تو اس سفر میں پرتگیزی بھی ان کے ساتھ تھے۔ راستہ میں کوئی بات ہوئی۔ تو اکبر نے انجیل پر چند اعتراضات کئے۔ وہ اعتراضات اتنے وزنی تھے کہ پادری صاحبان بوکھلا گئے اور جواب میں صرف اتنا کہا کہ انجیل تو روحانی غذا ہے۔ اس پر ابوالفضل نے کہا کہ روحانی غذا تو قرآن شریف بھی ہے۔

یہ پرتگیزی پادری دربار اکبری میں اسلام اور سید المرسلین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر کتنے ناپاک حملے کرتے تھے۔ اس کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے ہوگا۔

ایک مرتبہ پرتگالی پادری زیویر کو ایک مسلمان امیر نے جو ان کا دوست تھا سمجھایا کہ جب وہ شرع اسلامی کا ذکر کرے تو زیادہ احتیاط اور ادب کا طریق اختیار کرے۔ اس نے یہاں تک کہا کہ میں تمہارا دوست ہوں۔ لیکن جب تم ہمارے نبی کی بے ادبی کرتے ہو تو میرا بھی جی چاہتا ہے کہ تمہارے جسم میں خنجر بھونک دوں۔

اکبر کے عبادت خانے میں ان پادریوں کے علاوہ اور کسی مذہب و دھرم کے پرچارک نے ایسی شوخی۔ زبان درازی اور دشنام طرازی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ یہی وجہ تھی کہ اکبر ان پادریوں کی طرف سے بددل ہو گیا۔ اور جب اس عبادت خانے میں گوا سے پادریوں کا دوسرا اور تیسرا وفد آیا تو اسے کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ انہیں افسردہ خاطر ہو کر لوٹنا پڑا۔
تیسرے وفد نے اکبر سے ہندوستان میں تبلیغ مسیحیت کی آزادی کا پروانہ بھی حاصل کرنا چاہا۔ مگر اکبر نے ان کا متعصبانہ طور و طریق دیکھ کر پروانہ نہیں دیا۔ حالانکہ ان کے دور حکومت میں ہر عقیدہ و خیال کے حامیوں کو تبلیغ و تقریر کی آزادی تھی۔ اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ جن پادریوں کی بدزبانیوں سے اکبر جیسا وسیع المشرب روادار اور متحمل مزاج بادشاہ بھی بیزار ہو گیا۔ انہوں نے بدتہذیبی اور بدکلامی کے کیا کیا نمونے نہیں دکھائے ہوں گے۔

یسوع مسیح کے پیغام میں انحراف

اس عبادت خانے کی روداد دیکھ کر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ ہندوستان آ کر یسوع مسیح کے پیغام نے دوسری مرتبہ اپنا رنگ بدلا۔ پہلی مرتبہ پولوس رسول نے شریعت کو لعنت اور صلیبی موت کو یقینی موت قرار دے کر ان کے پیغام کی شکل بگاڑی تھی یہاں پرتگالی مسیحیوں نے جناب مسیح کے پیغام محبت کو پیغام نفرت کی شکل میں پیش کیا۔ مسیحیوں کو مسلمانوں کی تہذیب مذہب۔ اور عقیدے سے نفرت کرنے کی تعلیم دی گئی۔ وہ تعلیم جو دو ہزار سال پہلے محبت رنگ رکھتی تھی سولہویں صدی میں آ کر منفی رجحانات کی حامل ہو گئی۔ پھر بھی وہ زمانہ اسلامی اقتدار کا تھا اس لئے یہ تلقین نفرت رنگ نہ لا سکی اور مسلمان بپتسمہ کے پانی کو مقدس پانی نہ سمجھ سکے۔

اور مغربی اقوام

پرتگالیوں کے بعد ہندوستان میں ولندیزیوں۔ فرانسیسیوں اور انگریزوں کی آمد شروع ہوئی۔ وہ زمانہ مذہب پرستی کا تھا۔ اور ان نوواردوں پر بھی مذہبیت کا رنگ غالب تھا۔ پھر ان کے ساتھ پادریوں کی ایک جمعیت بھی ہوتی تھی۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ یہاں وہ تاجروں کے بھیس میں آئے تھے۔ مگر یہ تثلیث اور کفارہ کے پرچار کا موقعہ بھی ڈھونڈتے رہتے تھے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کو دیرینہ عداوت تھی۔ وہ باہم بعض مسائل میں اختلاف رکھتے تھے۔ اور پروٹسٹنٹ فرقہ تو انہیں دنوں پاپائی نظام سے بغاوت کر کے الگ ہو گیا تھا۔ مگر اسلام پر اعتراض کرنے میں یہ سب متفق تھے۔ آگے چل کر ان مسیحیوں نے اسلام کے خلاف متعدد محاذ قائم کئے۔ پھر ان مسیحیوں میں جو بات مشترک تھی وہ بدزبانی و بدکلامی تھی۔ ان میں کوئی نیم تھا تو کوئی کریلا۔

عہد جہانگیر

دولت مغلیہ کے عہد میں معاشی۔ اقتصادی اور تجارتی اعتبار سے ہندوستان بہت زرخیز ملک سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے مغربی اقوام کا سیلاب امنڈا آ رہا تھا۔ عہد جہانگیر میں شاہ انگلستان جیمس اول نے مغل دربار سے سفارتی تعلقات بھی قائم کرنے کی کوشش کی۔ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ کپتان ہاکنس اور سر طامس رو کو مغل حکمران جہانگیر نے اپنے دربار میں سفیر انگلستان کی حیثیت سے بار یابی کی اجازت دی یا نہیں۔ مگر فارسی تاریخوں سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ انگریز سوداگر دربار جہانگیری کی خدمت میں بہت سے تحائف اور مصنوعات پیش کیں۔ اور ہندوستان میں تجارت کرنے کی مراعات حاصل کریں۔ گجرات کا شہر سورت جو ان دنوں ہندوستان کی سب سے بڑی تجارتی بندرگاہ تھی وہاں جہانگیر کی اجازت سے انگریزوں نے ایک تجارتی کوٹھی تعمیر کی۔ اسی طرح کلکتہ کے قریب ہگلی میں عہد اورنگ زیب تک وہ اس آزادی سے بیوپار کرتے رہے۔

ڈاکٹر برنیر

اس امن اور فارغ البالی کے زمانے میں یورپ سے صرف تجار ہی نہیں بلکہ ڈاکٹر۔ صناع۔ اور پادریوں نے بھی ہندوستان کا رخ کیا۔ اور مسیحیوں نے ہندوستان میں اپنے لئے فضا ہموار کی۔ بہت سے مسیحیوں نے بادشاہ اور مسلمان امراء کے دربار میں رسائی حاصل کی۔ ڈاکٹر برنیر جو اورنگ زیب کے سفر کشمیر میں اس کے ساتھ رہا وہ دہلی کے ایک مسلمان امیر کا فیملی ڈاکٹر تھا۔ ہم ان میں سے اکثر مسیحیوں کے متعلق کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ ان کو اسلامی ہند میں ہر طرح کے حقوق حاصل تھے۔ اور یہاں امن اور عزت کی زندگی گذارتے تھے۔ مگر انہوں نے کبھی نمک حلالی و شکر گذاری کا ثبوت نہیں دیا۔ نہ کبھی مسلمانوں کی تہذیب۔ زبان اور مذہب کو قدر کی نظروں سے دیکھا۔ خود ڈاکٹر برنیر جو باوجودیکہ عہد اورنگ زیب کے متعلق کہتا ہے کہ یہاں زمین کا چپہ چپہ خالصہ شریف سمجھا جاتا ہے۔ یہاں کسی کی ملکیت پر دست درازی کرنا بادشاہ کی ملکیت پر دست درازی کے مترادف ہے۔ ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ہمارے ملک فرانس میں املاک رعایا کی ایسی حفاظت نہیں کی جاتی۔ یعنی نظم و نسق کے اعتبار سے وہ ملوکیت کا یہ انتظام کتنا اعلیٰ انتظام تھا۔ ایسی مملکت کے سربراہ کا کیسا احترام ہونا چاہیئے تھا مگر ڈاکٹر برنیر کا سفرنامہ پڑھئے تو معلوم ہوگا کہ اس کی نظروں میں اورنگ زیب کا کوئی احترام نہیں۔ وہ اس دیندار اور متقی بادشاہ کی نسبت یہاں تک کہتا ہے کہ اس نے یہ سفر محض چند عورتوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا تھا۔ اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ مسیحیوں کے دل میں مسلمانوں کے خلاف کتنا بغض تھا۔ حالانکہ وہ پردیس میں ایک مسلمان کے دئیے ہوئے آب و دانہ پر زندگی بسر کر رہے تھے۔

اورنگ زیب کا مواخذہ

شاہجہان کے عہد تک یہ مسیحی تجار ہندوستان میں اسی طرح بود و باش اختیار کئے ہوئے۔ لیکن اورنگ زیب کے عہد میں انہوں نے جابجا ملکی معاملات میں مداخلت کی۔ اس لئے بادشاہ کو ان کے خلاف تادیبی کارروائی کرنی پڑی۔ اس وقت یہ ہندوستان میں اتنے کمزور تھے کہ بادشاہ کی ایک جنبش قلم سے ان کی تمام تجارتی کوٹھیاں بند ہو گئیں۔ اور بیوپار کے حقوق چھن گئے۔ مگر اس چالباز قوم نے فوراً معافی مانگ لی۔ اور اورنگ زیب نے پھر ان کو ہندوستان میں تجارت کرنے کی آزادی دے دی

انگریزوں کی اقبالمندی

اس کے بعد تاریخ ہند میں بڑے بڑے واقعات رونما ہوئے۔ اور ملکی سیاست انگریزوں کے حق میں کروٹ بدلنے لگی۔ سلطان ٹیپو اور نواب سراج الدولہ کی شکست کے بعد لال قلعہ دہلی کی باری آئی۔ اور وہاں بھی انگریزوں کا جھنڈا لہرانے لگا۔

ہم یہاں آ کر بھی ہندوستان میں انگریز اور دوسرے مسیحیوں کا حال پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان میں تجارت کے ساتھ ساتھ مسیحیت کو فروغ دینے کی فکر میں لگے ہیں۔ وہ اس مقصد کے لئے اسلام و پیغمبر اسلام پر ناروا نکتہ چینی کے علاوہ دنیوی ترغیب و ترہیب سے بھی کام لیتے تھے۔

اسباب بغاوت ہند

سرسید احمد خاں نے اسباب بغاوت ہند میں ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کا ایک یہ سبب بھی بتایا ہے کہ انگریز سیاسی اقتدار کے بل بوتے پر ہندوستانیوں کا مذہب بدلنا چاہتے تھے۔ ان کے تصور سے جلد حکومت میں ملازمت۔ ترقی اور عزت ملنے لگی تھی۔ جو عیسائیت قبول کرتا یا کبھی لباس، زبان اور تمدن اپنا لیتا۔ انہوں نے لوگوں اپنے سرکر کا بھی حوالہ دیا ہے جو کلکتہ سے جاری ہوئے۔ انہوں نے اس عہد کے ہندوستانیوں کے احساسات کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انگریزوں کی اس پالیسی سے ان کے دل مجروح ہو گئے اور وہ یہ سمجھنے لگے کہ اب ہندوستان میں کسی کا مذہب محفوظ نہیں۔

یہ ضرور ہے کہ اکبری عبادت خانے کے بعد اور ۱۸۵۷ء سے پہلے عیسائیوں کا مسلمانوں یا ہندوستان کی دوسری قوموں کے ساتھ کوئی مناظرہ نہیں ہوا۔ مگر مسیحی ہمیشہ اس تاک میں لگے رہے۔

مثلاً مسلمانوں کے مذہب پر شبخون مارنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ انہوں نے یسوع مسیح کی زندگی کا عمدہ نمونہ اور انجیل مقدس کی مفید تعلیمات پیش کرنے کی بجائے اسلام و پیغمبر اسلام کی سیرت پاک پر ناپاک حملے شروع کئے۔ اس ضمن پادریوں کی طرف سے جو تعمیری کام ہوا وہ صرف اتنا تھا کہ انجیل یا بائیبل ہندوستانی زبانوں میں منتقل کی گئی۔

بائیبل کے اردو ترجمے

ان دنوں ہندوستان کی عام زبان فارسی تھی، یا اردو۔ انگریزوں نے جب کلکتہ میں فورٹ ولیم کالج قائم کیا۔ اور اس کے ناظم اعلےٰ ڈاکٹر گلکرسٹ نے اردو کی طرف خاص توجہ دی تو اردو نثر نگاری کا ایک نیا دور شروع ہو گیا۔ اور اب فارسی کی بجائے اردو ہی سرکاری زبان بن گئی۔ مسیحی اس زمانے میں اپنا مذہبی سرمایہ اردو میں منتقل کرنے لگے۔ ۱۸۰۵ء سے ۱۸۰۸ء تک پروٹسٹنٹ اداروں کی طرف سے اردو میں بائیبل کے ترجمے شائع کئے گئے۔ اور مسیحیت پر رسالے لکھے گئے۔ لیکن ۱۸۱۳ء میں شاہ انگلستان نے ہندوستان میں ایک مسیحی ادارہ قائم کرنے کی منظوری دی۔ اور اسی سال پادری ہنری مارٹن نے آگرہ آکر سرکاری سطح پر بائیبل کا اردو زبان میں ترجمہ کیا۔

مسیحیت کا دوسرا مرکز بنگال تھا۔ یہاں سیرام پور میں بائیبل کا پانچ جلدوں میں ترجمہ کیا گیا۔ یہ ترجمہ ۱۸۱۶ء سے شروع ہوا اور ۱۸۱۹ء میں ختم ہوا۔

غرض ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۸۵۷ء سے پہلے بپتسمہ دینے والوں کی پوری فوج ایک منصوبے کے ماتحت مسلم آبادی پر ٹوٹ پڑتی ہے مشن اور سکول کھول لے جاتے ہیں۔ اور تالیف و تصنیف کا سلسلہ شروع کیا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی ہر طرف مسلمانوں کو مناظرے کے لئے للکارا جاتا ہے۔ اس طرح تمام وسائل مسیحیت کی تائید اور اسلام کی مخالفت میں اختیار کئے جاتے ہیں۔ اسلام و پیغمبر اسلام پر اعتراضات اور مسلمانوں کی دلآزاری سیاسی اور مذہبی جماعت کی خاص پالیسی قرار پاتی ہے۔ ہندوستان سے لے کر انگلستان تک کے انگریز اس خیال میں مخمور تھے کہ ان کو خدا نے یہ ملک محض تبلیغ مسیحیت کے لئے عطا کیا ہے۔

گورنر جنرل کے ایجنٹ کی تقریر

۱۸۵۳ء میں جب پشاور میں عیسائیوں نے ایک مشن کھولا اور تبلیغی مرکز قائم کیا تو اس موقعہ پر گورنر جنرل کے ایجنٹ ہربرٹ ایڈورڈز نے ایک بھی تقریر کی اور پر زور خطاب میں صرف کہا کہ خدا نے انگریزوں کو ہندوستان جیسا وسیع ملک صرف تبلیغ عیسائیت کے لئے دیا ہے۔ اور یہی قضا و قدر کا فیصلہ ہے لہٰذا تمام عیسائیوں کو اس مقصد کے لئے [illegible] جانا چاہیئے۔ اگر [illegible] مسیحی جوان دونوں [illegible] تھے مسلمانوں کے خلاف [illegible] اور جارحانہ رویہ اختیار رکھا کہ سارے اسلامیان ہند اپنے مستقبل کی طرف سے مایوس ہو گئے۔ یوں تو یہ خطرہ ہندوستان کے تمام مذہبی فرقوں نے محسوس کیا اور اپنے اپنے مذہب میں اصلاحات کی کوشش کی جیسے راجہ رام موہن رائے وغیرہ۔ مگر مسلمانوں کا معاملہ اور تھا۔ یہ سیاسی اور مذہبی دونوں اعتبار سے عیسائیوں کے حریف تھے۔ اس لئے مسیحی پادریوں نے اپنا زور تمام تر مسلمانوں کی غارت گری اور اسلام کی بیخ کنی میں لگایا۔ ان دنوں میں ایسی ایسی کتابیں لکھی گئیں۔ جنہیں دیکھ کر آج عیسائی بھی شرم سے گردن جھکاتے ہیں۔ پادری عماد الدین کی تحریریں تو اتنی ناشائستہ اور دل آزار تھیں کہ خود ایک مشن انگریز مدبر نے کہا کہ اگر ہندوستان میں دوبارہ غدر ہوا تو انہیں تحریروں سے ہوگا۔ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ جس فرقے نے "امہات المومنین" جیسی کتاب شائع کی۔ اس کے نزدیک اخلاق تہذیب اور خوش کلامی کا کیا معیار ہوگا؟ مسلمانانِ ہند یہ تحریریں پڑھتے اور خون کے گھونٹ پیتے۔ ان میں برسر اقتدار پارٹی سے تاب مقاومت نہیں تھی۔ ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے جس مذہبی آزادی کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس سے مسلمان بھی فائدہ اٹھا رہے تھے۔ اور اسلام کی طرف سے دفاع کر رہے تھے۔ مگر ان کے لئے مشکل یہ تھی کہ یسوع مسیح۔ توریت اور انجیل کی شان میں بے ادبی نہیں کر سکتے تھے۔ وہ قرآنی حکم کے ماتحت ان کی تعظیم و تکریم پر مجبور تھے بہت تعداد پریشانی کے بعد کچھ علماء ان کے مقابل آئے مناظرے ہوتے اور مسیحیت کے خلاف کتب لکھیں جیسے مولوی رحمت اللہ صاحب کیرانوی وغیرہ۔ مگر اتنے دنوں میں مسیحی اپنی شیشہ گری اور دجل و فریب کے پھیلانے میں اتنے کامیاب ہو گئے تھے کہ ان مناظروں اور تصانیف کے باوجود ان کا اثر و نفوذ مسلم نوجوانوں میں بڑھتا ہی گیا۔

مسلمان زعماء کی مدافعانہ کارروائیاں

اسلامیان ہند کے لئے یہ صورت حال ناقابل برداشت تھی کشمیر سے بنگال اور کراچی سے راس کماری تک کے مسلمان عیسائیوں کی ان چیرہ دستیوں کے خلاف چیخ اُٹھے۔ بہت سے اسلامی مفکر اس مد سے جناب ہو کر میدان میں آئے۔ اور اسلام کی طرف سے دفاع کی کوشش کی۔ مدرسہ دیوبند اور دوسری نظامی درسگاہیں کھولی گئیں بلکہ وہ مسلمان زعماء جن کا کام اسلام کی طرف سے دفاع نہیں تھا۔ وہ بھی اس میدان میں آ گئے۔ جیسے سر سید احمد خان۔ اکبر الہ آبادی۔ مولینا عبدالحلیم صاحب شرر۔ مولوی چراغ علی۔ سید امیر علی اور مولینا شبلی وغیرہ۔

سر سید نے علیگڑھ کالج قائم کیا۔ مگر ان کا دل سر ولیم میور کی کتاب "لائف آف محمد" سے اتنا دکھی ہوا تھا کہ لنڈن جا کر اس کا جواب شائع کرایا۔ انہوں نے اپنے دوست غالباً نواب محسن الملک کو لنڈن سے یہاں تک لکھا کہ اگر اس کتاب کی اشاعت کے لئے ہماری جائداد بیچنی پڑے تو بیچ دو۔

اکبر الہ آبادی ملازم سرکار تھے اور شاعر۔ انہوں نے اپنے طنزیہ و مزاحیہ اشعار کے ذریعے مسلمانوں کو مسیحیوں کے اثر و نفوذ سے بچانا چاہا۔

مولینا عبدالحلیم شرر انہیں خدا نے ناول نگاری میں ایک خاص ملکہ بخشا تھا۔ انہوں نے بھی مسلمانوں کو عیسائیوں کے دجل و فریب سے آگاہ کرنے کیلئے "فلورا فلورنڈا" نامی ناول لکھا۔ مولوی چراغ علی اور سید امیر علی نے بھی اسلام کی طرف سے اعلیٰ درجے کی کتابیں لکھیں۔ مولانا شبلی نے سیرت النبیؐ لکھ کر عیسائیوں کے ناپاک حملوں کا جواب دیا۔

یہ اسلامیانِ ہند کی اسلامی خدمات ہیں جو عیسائیوں کے مقابل ظہور میں آئیں۔ ہم ان تمام علماء اور اسلامی مفکروں کی ان خدمات کے مشکور ہیں۔ خدا انہیں جزائے خیر دے لیکن دوسری طرف یہ بھی صحیح ہے کہ ان تمام انتھک کوششوں کے باوجود عیسائیوں کے جارحانہ حوصلے پست ہوئے۔ نہ عیسائیوں کے اثر و نفوذ میں کوئی کمی آئی۔

البتہ ہم یہ ضرور دیکھتے ہیں کہ تھوڑے دنوں کے بعد بعض اسباب کی بنا پر ابھی تک بہت سے مسلمانانِ ہند و پاک کے لئے نامعلوم ہیں۔ مسیحی مناظر پسپا ہونے لگے۔ مناظرے اور مباحثے کا خیال جاتا رہا۔ اور اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے سے کترانے لگے۔ آخر اس کے کیا اسباب تھے؟ آیئے ہم مل جل کر ان اسباب کا پتہ لگائیں بد [illegible] دائگی اشاعت میں)

رعایتی قیمت پر بدر کا اجراء

ایک مخلص دمخیر دوست نے کچھ رقم دے کر اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ ایسے غریب مخلصین کو جو پورا چندہ اخبار بدر دینے کی استطاعت نہیں رکھتے ایک سال کے لئے نصف قیمت پر اخبار بدر جاری کر دیا جائے۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا احباب جماعت کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ جو دوست اس رعائت سے فائدہ اٹھانا چاہیں وہ اپنی درخواست مقامی صدر جماعت یا مبلغ کی تصدیق سے جلد از جلد بھجوا دیں۔ اور اس کے ساتھ ہی نصف چندہ مبلغ ۳/۵۰ روپے بھی بھجوا دیں۔ تاکہ ان کے نام اخبار جاری کرائے جا سکیں۔ اپنا پتہ صاف مکمل اور خوشخط انگریزی میں لکھیں۔

چونکہ گنجائش محدود ہے اس لئے انہی احباب کے نام اخبار جاری ہوں گے جو پہلے درخواستیں بھجوائیں گے۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

ولادت اور درخواست دعا

جماعت احمدیہ یادگیر کے ایک مخلص دوست مکرم محمد عثمان صاحب پرمش کو ۵۰ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے بتاریخ ۹ ۵/۱۲ اپنے فضل سے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس عنایت پر موصوف نے شکرانے کے طور پر ۵ روپئے اعانت بدر کیلئے مبلغ ۹ روپیہ ارسال فرمائے ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی عمر عطا فرمائے اور نیک صالح خادم دین بنائے۔ اور والدین کیلئے قرۃ العین

خبریں

نئی دلی ۲۷ مئی - ۱۶ مئی کو چینی جہاز کی پرواز کے خلاف حکومت ہند نے چین کو احتجاجی مراسلہ ارسال کیا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اس ہوائی جہاز نے ۱۶ مئی کو صبح کو سات بجے کے قریب بیڑی گرھوال کے علاقہ پر پرواز کی۔ بعد میں یہ ہوائی جہاز شمال مشرق کی جانب پرواز کر کے تبت کے علاقہ میں واپس چلا گیا۔ احتجاجی مراسلہ میں کہا گیا ہے کہ یہ جہاز ہندوستان کی فضائی حدود میں ساٹھ میل اندر تک آیا۔ مراسلہ میں کہا گیا ہے کہ اس قسم کے شرمناک واقعات اور خلاف ورزیوں کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔

ادیس ابابا ۲۵ مئی - افریقی ملکوں کے دو سیاسی اتحاد کے خواب نے اب عملی صورت اختیار کر لی ہے۔ یہاں پر افریقی سربراہوں کی کانفرنس نے اتحاد کا چارٹر منظور کر لیا ہے۔ اس کانفرنس میں افریقہ کے ۳۲ آزاد ملکوں کے صدور اور وزرائے خارجہ کی ایک کمیٹی نے تیار کیا تھا اس کے مطابق افریقی ملکوں کے سربراہوں کی ایک کونسل ہوگی۔ جس کا سال میں ایک بار اجلاس ہوا کرے گا۔ ایک کیبنٹ ہوگی جس میں وزیر ہوں گے۔ کیبنٹ کا اجلاس سال میں دو بار ہوا کرے گا۔ آپس کے اختلافات کو پنچ کے فیصلہ کے ذریعہ طے کیا جائے گا۔ مختلف کمیشن بنائے جائیں گے جو ان ملکوں کے اقتصادی سماجی تعلیمی اور دوسرے مسائل پر غور کریں گے۔ اقوام کے درمیان رابطہ برقرار رکھیں گے معلوم ہوا ہے کہ سربراہوں نے اس منشور کے ذریعہ اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کی ہے کہ کوئی ملک غیر جانبدار پالیسی کی خلاف ورزی نہ کرے۔ یہ بھی طے ہوا ہے کہ ممبر ملک جو مختلف نظریات کے حامل ہیں ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے۔

دہلی ۲۵ مئی - مرکزی وزیر آبپاشی حافظ ابراہیم صاحب نے ایک ملاقات میں گذشتہ شب بتایا کہ اپنی صحت کی خرابی کی وجہ سے مرکزی کابینہ سے ان کا مستعفی ہونا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرا ضمیر بالکل صاف ہے مجھے کسی عہدہ کی تمنا نہیں اگر وزیر اعظم مسٹر نہرو کے خیال کے مطابق میرا استعفیٰ دینا ضروری ہو گا تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔

ماسکو ۲۵ مئی - وزیر اعظم روس مسٹر خروشچیف اور کیوبا کے کاسترو کے مذاکرات پر آج مشترکہ اعلان جاری کیا گیا۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اگر کیوبا پر امریکہ نے حملہ کیا تو روس کیوبا کی پوری مدد کرے گا۔ اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ خروشچیف نے دورہ کی دعوت منظور کر لی ہے۔

بمبئی ۲۴ مئی - ایٹمی طاقت کے ادارہ کے شعبہ طبیعیات نے ایک بھٹی تیار کی ہے۔ جس میں تانبہ، بے داغ اسپات، نکل اور دوسری دھاتوں کو آسانی سے پگھلایا اور صاف کیا جا سکتا ہے۔ یہ کام تیز برقی شعاعوں سے لیا جاتا ہے۔ اس بھٹی پر چالیس ہزار روپیہ کی رقم خرچ ہوئی ہے۔ اگر اس قسم کی بھٹی باہر سے درآمد کی جاتی تو اس پر ۵۰ ہزار روپے خرچ ہوتے یہ بھٹی ۵ کلوواٹ کی طاقت کی ہے۔ اور ایک ماڈل کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ انکشاف ایٹمی قوت کے شعبہ کے رسالہ "نیوکلیر انڈیا" میں کیا گیا ہے۔ اصل بھٹی ۳۰ کلوواٹ کی صلاحیت کی ہوگی۔ اس میں ہر قسم کی دھاتوں کو پگھلایا جا سکے گا جو ایٹمی طاقت کے ری ایکٹر میں استعمال ہوتی ہیں۔

نئی دلی ۲۵ مئی - ۶ مئی کو کمیونسٹ چین کا ایک طیارہ ہندوستانی علاقے میں انبالہ کی جانب دور تک گھس آیا۔ خیال ہے کہ اس طیارہ کو انبالہ چنڈی گڑھ کے علاقے میں فضائی اڈوں کی تصویریں لینے کے مشن پر بھیجا گیا تھا۔ یہ چینی ہوائی جہاز پچاس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر رہا تھا۔ اس کو روکنے کے لئے جو ہندوستانی طیارے روانہ کئے گئے وہ اس تک رسائی حاصل نہ کر سکے۔ حکومت ہند نے اس پر سخت احتجاج کیا ہے۔ لیکن چین نے اس احتجاج کا ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا ہے۔ اس سے قبل ایک چینی ہوائی جہاز نے پنجاب کے میدانوں پر پرواز کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن ہندوستانی فضائیہ کے جہازوں نے جب پرواز کی تو یہ چینی طیارہ واپس چلا گیا اب تک چینی سرگرمیوں کا مرکز لداخ اور نیفا میں تھا اور وسطی سیکٹر دشمن کی سرگرمیوں سے محفوظ تھا ہندوستان کے پاس راڈر کا زیادہ اچھا انتظام نہیں ہے کہ چین کی طرف سے ہوا بازی کی خلاف ورزی کے تمام واقعات کا پتہ چلا سکے۔

نئی دہلی ۲۷ مئی - خیال ہے کہ گذشتہ سال نیفا اور لداخ میں چینی حملہ کے دوران جو ۵۰۸۶ بھارتی فوجی لاپتہ ہو گئے تھے۔ ان میں بیشتر ہلاک ہو گئے ہیں۔ حکومت کو اس مطلب کی اطلاعات ملی ہیں کہ ان میں سے بعض فوجی جنگ میں بری طرح زخمی ہو گئے تھے۔ اور چینی فوجیوں نے انہیں اپنی حراست میں گولی مار کر مار ڈالا کئی فوجی مسلح کی شکست کے بعد بچ نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے ناقابل کا شکار ہو گئے۔ ابھی لڑائی میں مرنے والے چینی فوجیوں کے اعداد و شمار نہیں ملے۔ حکومت کو مختلف اطلاعات ملی ہیں۔ لیکن بتلایا گیا ہے کہ مرنے والے چینی فوجیوں کی تعداد بھارتی فوجیوں کی تعداد سے کئی گنا زیادہ ہے۔

نئی دہلی ۲۷ مئی - سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ بھارت سرکار نے یکم جولائی سے ۳۱ اکتوبر تک کے لئے کھنڈسازی کی ایکسائز ڈیوٹی میں ایک تہائی کمی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ فیصلہ کھنڈساری تیار کرنے والے میمورنڈم کی بنا پر کیا گیا ہے جنہوں نے کہا تھا کہ اس مدت میں گنے میں رس بہت کم نکلتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ کے طور پر بہت کم کھنڈساری تیار ہوتی ہے۔

لندن ۲۷ مئی - برطانیہ کے سرکردہ صحافی کنگسلے مارٹن نے "نیوسٹیٹسمین" میں لکھا ہے کہ ہندوستان اور چین میں جنگ چھڑنے کا کوئی امکان نہیں ہے لیکن یہ بین الاقوامی تاریخ کا ایک تاریک ترین دور ضرور ہے۔ اس وقت امریکہ کو چین کا سامنا ہے۔ جسے ابھی اس بات کا یقین دلانا باقی ہے کہ اگر بین الاقوامی جنگ چھڑ گئی تو اس سے دنیا تباہ ہو جائے گی کنگسلے مارٹن نے لکھا ہے کہ ہندوستان اور چین میں جنگ کا کوئی امکان نہیں کیونکہ ہندوستان اس قابل نہیں ہے کہ وہ تبت میں چینی فوجوں پر حملہ کر سکے۔ لہذا چین اعصابی جنگ سے کام لے کر فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ اور گرم جنگ چھیڑنے کے خلاف ہے۔

لندن ۲۷ مئی - لندنی اخبار سنڈے ٹیلیگراف نے انکشاف کیا ہے کہ ایورسٹ کے اوپر نائٹ سرایڈمنڈ ہلاری کے بھارتی فوجیوں کو پہاڑی جنگ کی ٹریننگ دینے کے سلسلہ میں مغربی ممالک کے پروگرام میں حصہ لینے کا امکان ہے۔ اس وقت بھارتی فوج کو مغربی ممالک کی امداد سے پہاڑی جنگ کی تربیت دی جا رہی ہے۔ اور سر ہلاری مزید فوجیوں کو کوہ پیمائی وغیرہ کی ٹریننگ دیں گے۔ سر ہلاری کی خدمات نیوزی لینڈ کی سرکار نے حال ہی کی بات جیسے ہی پیش کی تھیں نیوزی لینڈ سرکار بھی اب آسٹریلیا سرکار کی طرح اس اصول کی قائل ہو گئی ہے کہ اسے بھارت کو درپیش چینی خطرہ کے مقابلہ کے لئے زیادہ امداد دینی چاہئے۔ اب تک اس کی امداد اونی کمبلوں تک محدود رہی ہے

تل ابیب ۲۷ مئی - اسرائیل کی کیبنٹ کا اجلاس آج بیت المقدس میں ہوا جس کے اس مراسلہ پر غور کرنے کے لئے منعقد

جنوا ... میں روس نے اسرائیل میں ایٹمی ہتھیار نہ رکھنے پر زور دیا ہے۔ پتہ چلا ہے کہ روس نے اس مطلب کے مراسلے برطانیہ امریکہ یونان اور افریقہ کے کچھ دیگر ممالک کو بھی بھیجے ہیں

نئی دہلی ... بتایا ہے کہ دہلی کے متعلق لندن کے دلی پیٹرپٹ نے ... سے وارننگ دی گئی ہے کہ اگلے تین ماہ میں بھارت پر ٹڈی دل کے حملہ کا زبردست خطرہ ہے۔ اپریل کے آخر تک پاکستان کے ۵۵ دیہات میں ٹڈی دل موجود تھا۔ مگر بھارت اس سے بچا ہوا تھا تاہم اگلے تین ماہ میں اس پر ٹڈی دل کے حملہ کا زبردست خطرہ ہے۔

راولپنڈی ۲۷ مئی - ریڈیو پاکستان کے خاص نمائندہ نے کوئٹہ سے ... دیتے ہوئے کہا امید ہے کہ چین اور پاکستان کی سرحد پر نشان لگانے کا کام اسی سال کے آخر تک پورا ہو جائے گا اور نشاندہی کے لئے خاص طریقے استعمال کئے جائیں گے۔ پاکستان سرکار کا کہنا ہے کہ چونکہ یہ علاقہ بہت دشوار گذار ہے اور بعض مقامات ۲۰ ہزار فٹ تک بلند ہیں اس لئے سرحدی نشاندہی کے لئے علاقہ کے ہوائی فوٹو لئے جائیں گے۔ اور نشانات حساب کے طریق سے لگائے جائیں گے۔ (موقع پر پیمائش کے طریقہ پر نہیں) اس وقت راولپنڈی میں بیس پاکستانیوں کو حساب کے طریقہ سے نشان لگانے کے طریقے نشان لگانے کی ٹریننگ دی جا رہی ہے اور اس کے بعد تیس مزید اشخاص کو اس طریقہ کی ٹریننگ دی جائے گی۔

ضروری اعلان

ایک گذشتہ اعلان کے ذریعہ اخبار بدر کے کچھ پرچے مفت اور کچھ پرچے نصف قیمت پر جاری کرنے کا اعلان کر کے مستحق احباب کو درخواستیں بھجوانے کے متعلق لکھا گیا ہے اس بارے میں مزید وضاحت کی جاتی ہے کہ ایسی درخواستیں متعلقہ جماعتوں کے پریذیڈنٹوں یا امراء کی سفارش و تصدیق سے آنی چاہئیں ورنہ ان پر غور نہیں ہو سکے گا۔